بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ

انٹری ٹیسٹ اور تدریسی امتحان دینے والے طلبہ کے لیے انمول تحفہ

طالب دعائے بے حساب مغفرت

نام: محمد شاداب خان مدنی

درجہ-دورہ حدیث شریف(۲۰-۲۱)

جامعۃ المدینہ، فیضان کنزل الایمان، ممبئی

ھدایۃ النحو

سوال(۱): ھدایۃ النحو کے مصنف کا نام بتائیں؟

جواب: ھدایۃ النحو کے مصنف کا نام ابو حیان سراج الدین عثمان چشتی علیہ الرحمہ ہے۔ (ہدایۃ النخوص ۱)

سوال(۲): علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بتائیں؟

جواب: علم نحو کی تعریف :- ایسے قواعد کا نام جن کے ذریعے اسم، فعل اور حرف کے آخر کے احوال اور ان کو آپس میں ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

علم نحو کا موضوع: علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

علم نحو کی غرض: قرآن وسنت کا فہم اور عربی زبان میں غلطی سے بچنا۔ (خلاصۃ النخوص ۵)

سوال(۳): معرفہ ونکرہ کی تعریف مع مثال بیان کریں اور اسم معرفہ کی اقسام بھی بتائیں؟

جواب: معرفہ ونکرہ کی تعریف:

جس اسم سے معین چیز سمجھی جائے اسے معرفہ کہتے ہیں: زَیْدٌ

اور جس اسم سے معین چیز نہ سمجھی جائے اسے نکرہ کہتے ہیں: حَجَرٌ

معرفہ کی اقسام:

۱۔ اسم ضمیر: وہ اسم جو متکلم مخاطب یا غائب پر دلالت کرے: اَنَا، اَنْتَ، ھُوَ

۲-اسم علم: وہ اسم جو کسی شخص یا کسی جگہ یا کسی چیز کا خاص نام ہو: بَکْرٌ، مَکَّۃُ

۳-اسم اشارہ: وہ اسم جس سے کسی کی طرف اشارہ کیا جائے: ھذا، ھذہ، ذلك وغیرہ

۴ - اسم موصول: ھو اسم جو بعد والے جملے سے ملکر کسی جملے کا جزء بنتا ہے۔ الذی، التی وغیرہ

۵- معرف باللام وہ با اسم جس کے شروع میں الف لام ہو: الکِتَابُ

۶- معرف بااِضافۃ: وہ جو معرفہ کی طرف مضاف ہو: قَلَمُ زَیْدٍ

۷- معرف بالنداء : وہ اسم جس کے شروع میں حرف نداء ہو: یَا رَجُلُ (خلاصۃ النحو ص ۱۱)

سوال (۴): مونث حقیقی اور مونث لفظی کی تعریف مع مثال بیان کریں

جواب: جس مؤنث کے مقابل میں نر جاندار ہو اسے مؤنث حقیقی کہتے ہیں: مَرْاَۃٌ، اور جس مؤنث کے مقابل میں نر جاندار نہ ہو اسے مؤنث لفظی کہتے ہیں: وَرَقَۃٌ (خلاصۃ النحو ص ۱۳)

سوال (۵): کلمہ اور ان کی اور انکی اقسام کی تعریف مع مثال بتائیں؟

جواب: اکیلے موضوع لفظ کو کلمہ کہتے ہیں۔ جیسے زَیْدٌ

کلمہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **اسم**: جو کلمہ اکیلا اپنا معنی ظاہر کرے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے اسے اسم کہتے ہیں: قَلَمٌ

(۲) **فعل**: جو کلمہ اکیلا اپنا معنی ظاہر کرے اور اس میں کوئی زمانہ بھی پایا جائے اسے فعل کہتے ہیں: سَارَ

(۳) **حرف** : اور جو اکیلا اپنا معنیٰ ظاہر نہ کرے اسے حرف کہتے ہیں : مِنْ ، اِلٰی (خلاصۃ النحو ص۹)

سوال(۶): جمع سالم کی اقسام بتائیں نیز جمع قلّت کے اوزان بتائیں ؟

جواب : جو جمع واحد کے آخر میں واو اور نون ، یا یاء اور نون بڑھا کر بنائی گئی ہو اسے جمع مذکر سالم کہتے ہیں: صَالِحُوْنَ ،صَالِحِیْنَ ، اور جو جمع واحد کے آخر میں الف اور تاء بڑھا کر بنائی گئی ہو اسے جمع مؤنث سالم کہتے ہیں : صالحاتٌ، صالحاتٍ اور جمع قلت کے اوزان یہ ہیں :- اَفْعَالٌ ، فِعْلَةٌ ، اَفْعُلٌ ، افعِلَةٌ ، جمع مذکر سالم ، جمع مؤنث سالم (خلاصۃ النحو ص۱۵)

سوال(۷): مرکب اضافی و مرکب توصیفی میں فرق بیان کریں؟

جواب: جس مرکب ناقص میں ایک اسم کی نسبت دوسرے اسم کی طرف کی گئی ہو اسے مرکب اضافی کہتے ہیں: رسول اللہ اور جس مرکب ناقص کا دوسرا جزء پہلے جزء کی صفت (اچھائی برائی وغیرہ) بیان کرے سے مرکب توصیفی کہتے ہیں: رَجُلٌ صَالِحٌ، رَجُلٌ قَائِمٌ، حَجَرٌ اَسْوَدٌ (خلاصۃ النحو ص ۲۰-۱۸)

سوال(۸): جملہ فعلیہ میں فعل کو مؤنث یا مذکر لانے کی صورتیں بیان کریں؟ / فاعل یا نائب فاعل مؤنث لفظی ہو یا اسم جمع ہو یا جمع مکسر ہو تو فعل کو کس طرح لیکر آتے ہیں؟

جواب: فاعل یا نائب فاعل مؤنث لفظی ہو یا اسم جمع ہو یا جمع مکسر ہو تو فعل کو مذکر اور مونث دونوں طرح لا سکتے ہیں: طَلَعَ شَمْسٌ، نَصَرَ قَوْمٌ، جَاءَ رِجَالٌ۔ (خلاصۃ النحو ص۲۳)

سوال(۹): جملہ خبریہ و انشائیہ کی تعریف مع امثلہ لکھیں اور جملہ انشائیہ کی اقسام بیان کریں؟

جواب: جس جملے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکتا ہو اسے جملہ خبریہ کہتے ہیں: زَیْدٌ عَالِمٌ

اور جس جملے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکتا ہو اسے جملہ انشائیہ کہتے ہیں : مَنْ هُوَ

جملہ انشائیہ کی اقسام:

امر: وہ جملہ جس میں کسی کام کا حکم دیا گیا ہو: أُنْصُرْ

نہی: وہ عمل جس میں کسی کام سے روکا گیا ہو: لَا تَكْفُرْ

استفہام: وہ جملہ جس میں سوال کیا گیا ہو: أَجَاءَ زَيْدٌ۔

تمنی: وہ جملہ جس میں کوئی آرزو کی گئی ہو: لَيْتَ زَيْدًا فَازَ

ترجی: وہ جملہ جس میں کوئی امید کی گئی ہو: لَعَلَّ زَيْدًا جَاءَ

عقود: وہ جملے جن سے کوئی عشر کیا جائے: بِعْتُ، نَكَحْتُ

قسم: وہ جملہ جس میں قسم کھائی گئی ہو: أَحْلِفُ بِاللهِ

دعا: وہ جملہ جس میں دعا کی گئی ہو: يَرْحَمُنَا اللهُ (خلاصۃ النحوص ۲۸)

سوال(۱۰): شبہ جملہ کون کون سے ہیں / جار مجرور کو کن کن چیزوں سے متعلق بنایا جا سکتا ہیں؟

جواب: شبہ فعل یہ ہیں: اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر (خلاصۃ النحوص ۳۰)

سوال(۱۱): مبنی الاصل کیا کیا ہیں نیز مشابہ مبنی الاصل (اسم غیر متمکن) کی اقسام بتائیں؟

جواب: مبنی الاصل یہ ہیں- فعل ماضی، فعل امر، تمام حروف۔

مشابہ مبنی الاصل (اسم غیر متمکن) کی اقسام:-

اسم ضمیر,اسم اشارہ،اسم موصول،اسم استفہام،اسم شرط،اسم ظرف،اسم کنایہ،اسم فعل

(خلاصۃ النحو ص۳۵)

سوال(۱۲): ضمیر کی اقسام لکھیے؟

جواب: . ضمیر مرفوع متصل، ضمیر مرفوع منفصل، ضمیر منصوب متصل، ضمیر منصوب منفصل، ضمیر مجرور متصل

(خلاصۃ النحو ص۳۷)

سوال(۱۳): اسم اشارہ کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟

جواب: جو اسم مبصر (نظر آنے والی) چیز کی طرف اشارے کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے اسم اشارہ کہتے ہیں:ھذا، ذلك وغیرہ۔

اسم اشارہ کی اقسام:

اسم اشارہ للقریب: یعنی وہ اسم اشارہ جسے مشار الیہ قریب کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے:ھذا، ھذہ وغیرہ

اسم اشارہ للبعید: وہ اسم اشارہ جسے مشار الیہ بعید کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے: ذلك، تلك وغیرہ

(خلاصۃ النحو ص۴۰)

سوال(۱۴): اسم موصول کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: جو اسم بعد والے جملے سے مل کر کلام کا جزء بنے اسے اسم موصول کہتے ہیں: جَاءَ الَّذِیْ نَصَرَ۔

(خلاصۃ النحو ص۴۳)

سوال(۱۵): اسمائے استفہام کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں کہ اسمائے استفہام کون کون سے ہیں؟

جواب: جس اسم کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے اسے اسمائے استفہام کہتے ہیں: کیف حالُك ؟

اسمائے استفہام: مَنْ ، مَا ، مَتٰی ، مَاذَا ، اَیٌّ ، اَیَّۃٌ ، اَیْنَ ، اَیَّانَ ، اَنّٰی ، کَمْ ، کَیْفَ (خلاصۃ النحو ص۴۵)

سوال(۱۶): اسمائے شرط کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں کہ اسمائے شرط کون کون سے ہیں؟

جواب: جو اسم دو جملوں پر داخل ہو کر یہ ظاہر کرے کہ پہلا جملہ دوسرے کا سبب ہے، اسے اسم شرط کہتے ہیں،
اسمائے شرط درج ذیل ہیں مَنْ ، مَا ، مَتٰی ، مَھْمَا ، اَیٌّ ، اَیْنَ ، اِذَا ، اِذْمَا ، اَنّٰی، حَیْثُمَا ، کَیْفَمَا (خلاصۃ النحو ص۴۷)

سوال(۱۷): اسم ظرف اور اسکی اقسام کی تعریف بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ ظروف مبنیہ کون کون سے ہیں؟

جواب: جو اسم وقت یا جگہ ظاہر کرے اسے اسم ظرف کہتے ہیں : مَتٰی ، اَیْنَ

اسم ظرف کی تقسیم:

وقت یا جگہ ظاہر کرنے کے لحاظ سے اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں: ظرف زمان، ظرف مکان

جو اسم ظرف وقت ظاہر کرے اسے ظرف زمان کہتے ہیں : مَتٰی ، بَعْدَ، اور جو اسم ظرف جگہ ظاہر کرے اسے
ظرف مکان کہتے ہیں : اَیْنَ ، تَحْتَ (خلاصۃ النحو ص۴۹)

سوال(۱۸): اسم معرب کی وجوہ اعراب بیان کریں؟

جواب: (۱-۳) **مفرد منصرف صحیح، قائم مقام صحیح، جمع مکسر منصرف**

انکی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے، حالت جری کسرہ سے آتی ہے۔

مفرد منصرف صحیح: جاءَنِی زَیْدٌ ، رَأَیْتُ زَیْداً مَرَرْتُ بِزَیْدٍ

قائم مقام صحیح: جاءَ دَلْوٌ، رَاَیْتُ دَلْواً ، مَرَرْتُ بِدَلْوٍ

جمع مکسر منصرف: جاء رِجَالٌ، رائت رِجَالاً ، مررت برِجَالٍ

(۴) **جمع مؤنث سالم**:

انکی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی و جری کسرہ سے آتی ہے

جَاءَنِی مُسْلِمَاتٌ، رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

(۵) **غیر منصرف**:

انکی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی و جری فتحہ سے آتی ہے

جَاءَ عُمَرُ، رَأَیْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ

(۶) **اسم منقوص**: (وہ اسم جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو)

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ لفظی سے اور حالت جری کسرہ تقدیری سے آتی ہے

جَاءَ الْقَاضِیْ۔ رَأَیْتُ الْقَاضِیَ۔ مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

(۷) **اسم مقصور**: (وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو)

(۸) **مضاف الی الیاء**: (وہ اسم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو)

ان دونوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالت جری کسرہ تقدیری سے آتی

ہیں۔

جَاءَ مُوْسیً مُوْسی۔ رَأَیْتُ مُوْسی۔ مَرَرْتُ مُوْسی

جَاءغلامی۔ رَأَیْتُ غُلاَمِی۔ مَرَرْتُ بغلاَمِی

(۹) **اسمائے ستہ مکبرہ:** أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْمَالٍ

ان کی حالت رفعی واؤ سے، حالت نصبی الف سے اور حالت جری یاء سے آتی ہیں

جَاءَ أَبُوْكَ، رَأَیْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِیْكَ.

(۱۰) **تثنیہ، کلا، کلتا، اثنان، اثنتان:**

ان کی حالت رفعی الف سے اور حالت نصبی و حالت جری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے آتی ہے

جَاءَ رَجُلاَنِ۔رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ۔مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ

(۱۱) **جمع مذکر سالم، اولو، عشرون سے تسعون:**

کی حالت رفعی واؤ ساکن ماقبل مضموم سے اور حالت نصبی و حالت جری یاء ساکن ماقبل مکسور سے آتی ہیں

جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ۔رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ۔مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ

(۱۲) **جمع مذکر سالم:** (جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو)

اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصبی و حالت جری یائے لفظی سے آتی ہے

جَاءَنِیْ مُسْلِمِیَّ رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ (خلاصۃ النحو ص ۵۴)

سوال(۱۹): نواصب وجوازم مضارع کون کون سے ہیں؟

جواب: نواصب مضارع- اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ، جوازم مضارع- لَمْ، لَمَّا، لام امر، لائے نہی، ان شرطیہ

(خلاصۃ النحو ص۵۸)

سوال(۲۰): اعراب افعال بیان کریں؟

جواب: فعل مضارع کے تین اعراب ہیں: رفع، نصب اور جزم، یہ اعراب بھی مختلف طریقوں سے آتے ہیں اس لحاظ سے مضارع معرب کی چار قسمیں ہیں:

(۱)**صحیح**: (وہ مضارع جس کے آخر میں حرف علت اور نون اعرابی نہ ہو)

اس کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے، حالت جزمی کسرہ سے آتی ہے

یَضْرِبُ۔ لَنْ یَضْرِبَ۔ لَمْ یَضْرِبْ۔

(۲)**ناقص واوی یایائی**: (وہ مضارع جس کے آخر میں واو یا ہو اور نون اعراب نہ ہو)

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ سے، حالت جزمی سکون سے آتی ہے۔

یَغْزُوْ، یَرْمِیْ۔ لَنْ یَغْزُوَ، لَنْ یَرْمِیَ۔ لم یَغْزُ، لَمْ یَرْمِ۔

(۳)**ناقص الفی**: (وہ مضارع جس کے آخر میں الف ہو اور نون اعراب نہ ہو)

اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے، حالت نصبی فتحہ سے، حالت جزمی حزف آخر سے آتی ہے

یَرْضٰی۔ لَنْ یَرْضٰی۔ لَمْ یَرْضَ۔

(٤)**مضارع بانون اعرابی**: (وہ مضارع جس کے آخر میں نون اعراب ہو)

اس کی حالت رفعی ثبوت نون سے، حالت نصبی و جزمی حزف آخر سے آتی ہے۔

يَضْرِبُوْنَ، لَنْ يَضْرِبَا، لَمْ يَضْرِبَا۔ (خلاصۃ النحو ص ۶۰)

سوال(۲۱): حروف مشبہ بالفعل بیان کریں؟

جواب: إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ۔

سوال(۲۲): اِنّ اور اَنّ کے مقامات بیان فرائیں ؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں إِنَّ (بکسر ہمزہ) پڑھا جائے گا:

۱۔ جملے کی شروع میں۔ جیسے: ﴿إِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔

۲۔ قول اور اس کے مشتق لفظ کے بعد۔ جیسے: ﴿يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ﴾۔

۳۔ اسم موصول کے بعد۔ جیسے: مَارَأَيْتُ الَّذِيْ إِنَّه، فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۔ عَلِمَ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد جبکہ ان کی خبر پر لام آجائے۔ جیسے: إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

۵۔ جواب قسم کے شروع میں۔ جیسے: وَاللهِ اِنَّكَ جَوَّادٌ۔

۶۔ حروف تنبیہ کے بعد۔ جیسے اور حیث کے بعد: الاان زیدا عالم

أَنَّ پڑھنے کے مواقع:

۱۔ جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر فاعل یا نائب الفاعل، مفعول، مبتدا یا مضاف الیہ بنے: بَلَغَنِيْ أَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ، كَرِهْتُ أَنَّكَ جَاهِلٌ۔ عِنْدِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ۔ عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ أَنَّكَ قَائِمٌ۔

۲۔ جب یہ عَلِمَ، شَهِدَ یا ان کے مشتقات کے بعد آئے اور اس کی خبر پر لام مفتوح نہ ہو۔ جیسے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ۔

۳۔ جب یہ حرف کے بعد آئے۔ جیسے: أَعْلَمْتُه، لِأَنَّه، جَاهِلٌ۔ (خلاصۃ النحو ص ۶۴)

سوال(۲۳): لائے نفی جنس کی تعریف بیان کریں نیز یہ کہ اس کے اسم کو پڑھنے کی کون کون سی صورتیں ہیں ؟

جواب: جو 'لا' کسی چیز کے تمام افراد سے حکم کی نفی کرے اسے لائے نفی جنس کہتے ہیں۔

اسکے اسم کو پڑھنے کی تین صورتیں ہیں :۱) مضاف ہو (۲) مشابہ مضاف ہو (۳) مفرد نکرہ ہو

(خلاصۃالنحو ص ٦٦)

سوال(۲۴): افعال ناقصہ تحریر فرمائیں؟

جواب: کَانَ ۲۔صَارَ ۳۔ظَلَّ ۴۔بَاتَ ۵۔ أَصْبَحَ ٦۔أَضْحٰی ۷۔أَمْسٰی ۸۔عَادَ ۹۔اٰضَ ۱۰۔غَدَا ۱۱۔رَاحَ ۱۲۔مَا زَالَ ۱۳۔مَا انْفَکَّ ۱۴۔مَا بَرِحَ ۱۵۔مَا فَتِیئَ ۱٦۔مَا دَامَ ۱۷۔لَیْسَ۔

سوال(۲۵): مائے کافہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: کبھی حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ لفظ ما آجاتا ہے جو ان کو عمل سے روک دیتا ہے اور اس صورت میں یہ فعل پر بھی ہوتا ہے اسے ماکافہ کہتے ہیں ـــ جیسے : انما جاء خالد

(خلاصۃالنحو ص ٦۲)

سوال(۲٦): ماولا مشبہ بالفعل کی وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں یہ کوئی عمل نہیں کرتے ؟

جواب: اسکی تین صورتیں ہیں :

۱۔ خبر اسم سے پہلے آجائے : مَاقائمٌ زیدٌ

۲۔ خبر سے پہلے الاّ آ جائے : ما بکرٌ اِلّا شَاعِرٌ

۳۔ ما کے بعد اِن آ جائے : ما ان خَالِدٌ عَالِمٌ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۷)

سوال(۲۷): مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام تحریر فرمائیں ؟

جواب: فعل کے اپنے یا اس کے ہم معنی مصدر کو مفعول مطلق کہتے ہیں : ضَربتُ ضَرْبًا ، قَعَدْتُ جُلُوسًا

۱۔ مفعول مطلق تاکیدی کی تعریف:

وہ مفعول مطلق جو ما قبل فعل کی تاکید کے لیے لایا جائے۔ جیسے : ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ (اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)

۲۔ مفعول مطلق نوعی کی تعریف:

وہ مفعول مطلق جو ما قبل فعل کی حالت و نوعیت بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جیسے : جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا) ثلاثی مجرد سے یہ عموماً فِعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔

۳۔ مفعول مطلق عددی کی تعریف:

وہ مفعول مطلق جو ما قبل فعل کی تعداد بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جیسے : أَكَلْتُ أَكْلَةً (میں نے ایک مرتبہ کھایا) (نصاب النحو ص ۹۸)

سوال(۲۸): مفعول فیہ کی تعریف مع اقسام تحریر فرمائیں ؟

جواب: وہ اسم جو اس زمان یا مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے : دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اسے ''ظرف'' بھی کہتے ہیں۔ (نصاب النحو ص ۱۰۳)

سوال(۲۹): مفعول لہ و مفعول معہ کی تعریف مع مثال بیان فرمائیں ؟

جواب: جس مفعول کے سبب فعل واقع ہو اسے مفعول لہ کہتے ہیں۔ جیسے ضَرَبْتُه، تَادِيْبًا۔

جو مفعول واو بمعنی مع کے بعد آئے اسے مفعول لہ کہتے ہیں: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتُ۔ (خلاصۃ النحو ص ۷۹)

سوال (۳۰): حال وذوالحال کی تعریف لکھئے؟

جواب: جو لفظ فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے اسے حال اور اس فاعل یا مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں: ضَربتُ زیدًا قائمًا۔ (خلاصۃ النحو ص ۸۱)

سوال (۳۱): تمیز کی تعریف مع اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: جو اسم نکرہ کسی چیز سے ابہام (پوشیدہ) کو دور کرے اسے تمیز کہتے ہیں اور تمیز جس چیز سے ابہام کو دور کرے اسے ممیّز کہتے ہیں: عشرون قلما۔

تمییز کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **تمییز عن الذات:** وہ تمیز جو کسی مبہم ذات سے ابہام کو دور کرے: لِزَیدٍ عِشرُونَ دِرھَمًا

(۲) **تمییز عن النسبت:** وہ تمیز جو کسی مبہم نسبت سے ابہام کو دور کرے: اَنَا اَکثَرُ مِنْكَ مَالًا۔

(خلاصۃ النحو ص ۸۳)

سوال (۳۲): مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کی تعریف، حروف استثناء واعراب مستثناء تحریر فرمائیں؟

جواب: جس اسم کو بزریعہ کلمہ استثناء کسی اسم کے حکم سے نکال دیا جائے اسے مستثنیٰ اور جس اسم کے حکم سے مستثنیٰ کو نکالا گیا ہو اسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں: قام القومُ اِلَّا زیدًا

حروف استثناء: حروف استثناء گیارہ ہیں۔ ۱۔اِلاَّ ۲۔ غَیْرَ ۳۔ سِوٰی ۴۔ سِوَاءَ ۵۔خَلاَ ۶۔ مَاخَلاَ ۷۔ عَدَا ۸۔مَا عَدَا ۹۔ حَاشَا ۱۰۔ لَیْسَ ۱۱۔لَا یَکُوْنُ۔

اعراب استثناء:

مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں

۱۔ منصوب:

ا۔جب مستثنیٰ اِلَّاکے بعد کلام موجب میں واقع ہو، جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلاَّزَیْدًا۔

۲۔جب مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے پہلے اور کلامِ غیر موجب میں واقع ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِی اِلاَّزَیْدًا أَحَدٌ۔

۳۔جب مستثنیٰ منقطع ہو۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلاَّحِمَارًا۔

۴۔جب مستثنیٰ مَاخَلاَ، مَاعَدَا، لَیْسَ یا لاَیَکُوْنُ کے بعد واقع ہو۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ مَاخَلاَ زَیْدًا۔

۵۔جب مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا۔

۲۔ منصوب یا ماقبل کے مطابق:

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّاکے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور اور مقدم ہو تو دو طرح سے پڑھنا درست ہے منصوب اور ماقبل کے مطابق، جیسے مَا اَثْمَرَتِ الأَشْجَارُ اِلاَّ شَجَرَةً، شَجَرَةٌ (درخت پھل نہیں لائے سوائے ایک درخت کے)۔

۳۔ عامل کے مطابق:

جب مستثنیٰ مفرغ ہو (یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو) اور کلام غیر موجب میں واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا۔ جیسے مَاجَاءَنِی اِلاَّزَیْدٌ۔

۴۔ مجرور:

جب مستثنیٰ لفظ غَیْرَ، سِوٰی، سواءَ کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر نحویوں کے نزدیک حَاشَا کے بعد بھی مجرور پڑھیں گے۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَزَیْدٍ، جَاءَنِی الْقَوْمُ سِوٰی زَیْدٍ، جَاءَنِی الْقَوْمُ سَوَاءَ زَیْدٍ،

جَاءَنِیْ الْقَوْمُ حَاشَازَیْدٍ۔ (نصاب النحو ص ۱۵)

سوال (۳۳): اسمائے مرفوعات ، منصوبات اور مجورات بتائیں ؟

جواب: درج ذیل آٹھ قسم کے اسماء مرفوع ہوتے ہیں۔

۱۔فاعل ۲۔نائب الفاعل ۳۔ مبتدا ۴ ۔خبر ۵۔افعال ناقصہ کا اسم ۶۔ما اورلا کااسم ۷۔جزوف مشبہ بالفعل کی خبر ۸۔لائے نفی جنس کی خبر

بارہ قسم کے اسماء منصوب ہوتے ہیں

۱۔مفعول بہ ۲ ۔مفعول مطلق ۳ ۔مفعول لہ ۴۔ مفعول فیہ ، ۵۔مفعول معہ ۶۔ حال ۷۔ تمیز ۸۔ مستثنی ۹۔افعال ناقص کی خبر ۱۰۔ما اور لا کی خبر ۱۱۔حروف مشبہ بالفعل کااسم ۱۲۔لائے نفی جنس کااسم

اوردوقسم کے اسماء مجرورھوتے ھیں

۱۔مضاف إلی ۲۔ حرف جر کا مدخول۔ (خلاصۃالنحو ص ۹۰)

سوال (۳۴): تابع و متبوع کی تعریف بیان کریں اور صفت کی تعریف و اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: جس دوسرے لفظ کو پہلے لفظ کااعراب دیا گیا ہواسے تابع اور اس پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں : جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ ، اِشْتَرَیْتُ دَوَاۃً وَقَلَمًا۔

جو تابع اپنے متبوع یااس کے متعلق کاوصف (اچھائی ،برائی وغیرہ) بیان کرے اسے صفت اور صفت کے متبوع کو موصوف کہتے ہیاں : وَلَدٌ صَغِیْرٌ، رَجُلٌ عَالِمٌ اِبْنُہٗ۔

صفت کی دواقسام ہیں:

صفت حقیقی: جوصفت موصوف کا وصف بیان کرے اسے صفت حقیقی کہتے ہیں: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ

صفت سببی: جو صفت موصوف کے متعلق کا وصف بیان کرے اسے صفت سببی کہتے ہیں: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمَةٌ اُمُّهٗ۔ (خلاصۃ النحو ص ۹۷)

سوال(۳۵): تاکید کی تعریف و اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: جو تابع متبوع کی طرف حکم کی نسبت پختہ کر دے یا یہ ظاہر کرے کہ حکم متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے اسے تاکید کہتے ہیں: جاء زید زید ، جاء القوم کلھم

تاکید کی اقسام:

تاکید لفظی: جو تاکید لفظ کی تکرار سے حاصل ہو اسے تاکید لفظی کہتے ہیں: جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ۔

تاکید معنوی: اور جو تاکید مخصوص الفاظ سے حاصل ہو اسے تاکید معنوی کہتے ہیں: جَاءَ زَیْدٌ نَفْسُهٗ۔ (خلاصۃ النحو ص ۹۹)

سوال(۳۶): عطف بالحروف و عطف بیان میں فرق بتائیں، نیز حروف عطف بھی تحریر کریں؟

جواب: عطف بالحرف: جو تابع حرف عطف کے بعد واقع ہوتا ہے اسے معطوف کہتے ہیں اور معطوف کے متبوع کو معطوف علیہ کہتے ہیں: جَاءَ زَیْدٌ وَ بَکْرٌ۔

عطف بیان: جو تابع صفت نہ ہو اور متبوع کی وضاحت کرکے اسے عطف بیان کہتے ہیں اور عطف بیان کے متبوع کو مبین کہتے ہیں: جَاءَ التَّاجِرُ بَکْرٌ۔

حروف عطف: و۔ ف۔ ثم۔ او۔ ام۔ اما۔ بل۔ لکن۔ لا۔ حتی (خلاصۃ النحو ص ۱۰۲)

سوال(۳۷): بدل کی تعریف و اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: جو تابع نسبت میں مقصود ہو اور متبوع صرف تمہیداً لایا گیا ہو اسے بدل کہتے ہیں اور بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں: قَامَ الْعَالِمُ بَکْرٌ

بدل کی اقسام:

۱۔**بدل کل:** جو بدل مبدل منہ کا کل ہو اسے بدل کل کہتے ہیں: جَاءَ اِبْنِي زَيْدٌ

۲۔**بدل بعض:** جو بدل مبدل منہ کا بعض ہو اسے بدل بعض کہتے ہیں: اَکَلَ الرُّمَّانُ ثُلُثُهُ

۳۔**بدل اشتمال:** جو بدل مبدل منہ کا متعلق ہو اسے بدل اشتمال کہتے ہیں: شَهِرَعُمَرُعَدْلُهُ

۴۔**بدغلط:** جو بدل غلطی کے ازالہ کے لیے لایا گیا ہو اسے بدل غلط کہتے ہیں: جَاءَزَيْدٌ بَکْرٌ۔

(خلاصۃ النحو ص ۱۰۴)

سوال(۳۸): اسم کنایہ کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: جو اسم کسی مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرے اسے اسم کنایہ کہتے ہیں: کَمْ أَخًالَكَ (تمہارے کتنے بھائی ہیں) قُلْتُ کَيْتَ وَکَيْتَ (میں نے ایسا ایسا کہا)

مبہم عدد پر دلالت کرنے والے اسماء تین ہیں: کَمْ، کَذَا اور کَأَيِّنْ (۲)۔اور مبہم بات پر دلالت کرنے والے اسماء دو ہیں: کَيْتَ اور ذَيْت۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۰۸)

سوال(۳۹): اسم فعل کی تعریف و اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: جو اسم فعل کا معنی دے اسے اسمِ فعل کہتے ہیں: شَتَّانَ (جدا ہوا) هَا (پکڑ) أُوْهْ (میں تکلیف پاتا ہوں)

اسم فعل کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ بمعنی ماضی: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔ ۲۔ بمعنی مضارع: وَيْ، أُفٍّ۔ ۳۔ بمعنی امر حاضر: رُوَيْدَ زَيْدًا، عَلَيْكَ الْعَفْوَ، آمِيْنَ۔ (خلاصۃالنحو ص ۱۱۰)

سوال(۴۰):اسم فاعل و مفعول کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں کہ فعل کو مؤنث لانا کب واجب ہے ؟

جواب: جو اسمِ مشتق اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو اُسے اسمِ فاعل کہتے ہیں: آكِلٌ، ظَالِمٌ۔

جو اسم مشتق ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو اُسے اسمِ مفعول کہتے ہیں : مَضْرُوْبٌ۔

(خلاصۃالنحو ص ۱۱۴-۱۱۷)

سوال(۴۱):صفت مشبہ کی تعریف اور اسکی صورتیں تحریر کریں؟

جواب: جو اسمِ مشتق ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں مصدری معنی ثبوتی طور پر ہو(۷) اُسے صفتِ مشبّہ کہتے ہیں: کَرِیْمٌ۔ (خلاصۃالنحو ص ۱۲۰)

سوال(۴۲):اسم تفضیل کی تعریف اور اسکے استعمال ہونے کے طریقے بیان کریں؟

جواب: جو اسمِ مشتق ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں مقابلۃً معنی کی زیادتی ہو اُسے اسمِ تفضیل کہتے ہیں جس ذات میں معنی کی زیادتی ہو اُسے مُفَضَّل اور جس کے مقابلے میں ہو اُسے مُفَضَّل عَلَيْهِ کہتے ہیں(۸): اَلْعِلْمُ أَنْفَعُ مِنَ الْمَالِ۔

اسمِ تفضیل کا استعمال:

اسمِ تفضیل چار میں سے ایک طریقے سے آتا ہے:

ا-الف لام کے ساتھ: جَاءَ زَيْدٌ الأَفْضَلُ ۲۔ مِنْ کے ساتھ: هُوَ أَفْضَلُ مِنْكَ۔ ۳ معرفہ کی طرف مضاف: اَلنَّبِيُّ

أَفْضَلُ الْخَلْقِ۔ .٤ نکرہ کی طرف مضاف: اَلْمُرُوْءَۃُ أَعْظَمُ فَضِیْلَۃٍ۔ (خلاصۃالنحو ص ۱۲۲)

سوال(۴۳): اضافت لفظی و معنوی کی تعریف نیز اضافت معنوی کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: اِضافت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔اِضافتِ لفظیہ ۲۔ اِضافتِ معنویہ۔

جس اِضافت میں صفَت کا صیغہ معمول(فاعل یا مفعول بہ) کی طرف مضاف ہو اُسے اِضافتِ لفظیہ یا اِضافتِ مجازیہ کہتے ہیں: زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہِ۔

اور جس اِضافت میں صفَت کا صیغہ معمول کی طرف مضاف نہ ہو اُسے اِضافتِ معنویہ یا اِضافتِ حقیقیہ کہتے ہیں: خَالِدٌ غُلامُ زَیْدٍ، بَکْرٌ کَاتِبُ الْقَاضِیْ۔ (خلاصۃالنحو ص ۱۲۵)

سوال(۴۴): افعال قلوب کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں افعال قلوب کون کون سے ہیں ؟

جواب: جو اَفعال ایسے دو مفعولوں کو نصب دیں جو اصل میں مبتدا اور خبر ہوں اُنہیں اَفعالِ قلوب کہتے ہیں: عَلِمَ، رَاٰی، وَجَدَ، ظَنَّ، حَسِبَ، خَالَ، زَعَمَ- (خلاصۃالنحو ص ۱۲۸)

سوال(۴۵): افعال مقاربہ کی تعریف و اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: وہ افعال جو خبر کا قرب یا امید یا شروع ہونا ظاہر کریں، ان کی تین اقسام ہیں:

اَفعالِ مقاربہ: جو افعال یہ ظاہر کریں کہ خبر کا حصول قریب ہے: کَادَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِیْ۔

یہ تین افعال ہیں : کَادَ، کَرَبَ اور أَوْشَكَ۔

اَفعالِ رَجا: جو افعال یہ ظاہر کریں کہ خبر کے حصول کی امید ہے: عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَجِیْئَ۔

یہ بھی تین ہیں: عَلٰی، حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ۔

اَفعالِ شُروع: جو اَفعال یہ ظاہر کریں کہ خبر کی ابتدا ہو چکی ہے: قَامَ الْمَطَرُ یَنْزِلُ۔

افعال شروع یہ ہیں: اَنْشَأَ، طَفِقَ، أَخَذَ، جَعَلَ وغیرہ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۳۳)

سوال(۴۶): حروف کی اقسام مع مثال لکھیئے؟

جواب: ترکیبِ کلمات کے لیے موضوع حُروف کو حروفِ مَبانی، حروفِ تہجی یا حروفِ ہجا اور معنی کے لیے موضوع حروف کو حروف مَعانی کہتے ہیں: اَ، بِ، اِنَّ، فِیْ، نَعَمْ۔

حروف معانی کی متعدّد اَقسام ہیں:

۱ تا ۸ حروف جارہ، حروف مشبہہ بالفعل، حروف نافیہ، حروف شرط، حروف نواصب، حروف جوازم، حروف عطف، حروفِ استفہام

۹. **حروفِ استقبال:** یہ دو ہیں: سَ اور سَوْفَ: جیسے سَیَقُوْلُ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

۱۰. **حروفِ تاکید:** یہ بھی دو ہیں: نونِ تاکید اور لامِ ابتدائیہ۔ نونِ تاکید صرف فعل پر اور لام، فعل اور اسم دونوں پر آتا ہے: لَأَنْصُرَنَّ، لَزَیْدٌ عَالِمٌ۔

۱۱. **حروفِ تفسیر:** یہ بھی دو ہیں: أَیْ اور أَنْ: رَأَیْتُ لَیْثًا أَیْ أَسَدًا، اِنْقَطَعَ رِزْقُهٗ أَیْ مَاتَ، وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ، أَمَرْتُهٗ أَنْ أَکْرِمِ الْعُلَمَاءَ۔

۱۲. **حروفِ تحضیض:** وہ حروف جن کے ذریعے کسی کام پر ڈانٹا یا اُبھارا جائے، یہ چار حروف ہیں: هَلَّا، أَلَّا، لَوْلَا اور لَوْمَا: هَلَّا أَدَّبْتَ زَیْدًا، لَوْلَا تَتْلُو الْقُرْاٰنَ۔

۱۳. **حروف مصدر:** وہ حروف جو مابعد سے ملکر مصدر کا معنی دیتے ہیں، یہ تین ہیں: مَا، أَنْ، أَنَّ: اَلْحَمْدُ عَلٰی مَا أَنْعَمَ، یُمْکِنُ أَنْ تَفُوْزَ، عَلِمْتُ أَنَّهٗ قَائِمٌ۔

۱۴. **حرفِ رَدع:** وہ حرف جو مخاطب کو ڈانٹنے اور اُسے اُس کی بات سے روکنے کے لیے آتا ہے، یہ صرف کَلَّا ہے:

فُلانٌ یَبْغُضُكَ کے جواب میں یوں کہا جائے: كَلَّا (ہرگز نہیں) یہ جملے کی تاکید کے لیے بھی آتا ہے جیسے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

۱۵.**حرفِ توقُّع**: وہ حرف جو ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اور تحقیق کا معنی بھی دیتا ہے یہ صرف قَدْ ہے: قَدْ رَكِبَ۔ یہ مضارع کے ساتھ اکثر تقلیل کا اور کبھی تحقیق کا معنی دیتا ہے: اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ، قَدْ یَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ۔

۱۶.**حروف جواب**: وہ حروف جو کسی سوال یا کسی خبر کا جواب دینے کے لیے آتے ہیں یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بلیٰ، اِیْ، جَیْرِ، أَجَلْ اور اِنَّ:

اِیْ: جواب میں قسم سے پہلے آتا ہے: قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ جَیْرِ، أَجَلْ اور اِنَّ: خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں مثلًا اِس خبر: جَاءَ زَیْدٌ کے جواب میں جَیْرِ، أَجَلْ یا اِنَّ کہا جائے تو معنی ہو گا: جی ہاں زید آیا ہے۔

۱۷.**حروف تنبیه**: یہ تین ہیں: أَلَا، أَمَا اور هَا: أَلَا لَا تَغْفَلْ، أَمَا لَا تَكْذِبْ۔

۱۸.**حروفِ زیادت**: وہ حروف جنہیں کلام سے نکال بھی دیا جائے تو اصل معنی میں فرق نہ آئے، یہ آٹھ حروف ہیں: اِنْ، أَنْ، مَا، لَا، مِنْ، کاف، بَاء، لام: مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ، فَلَمَّا آنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ، اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ، لَا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ، وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ، لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ، لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا، رَدِفَ لَكُمْ۔

۱۹.**حرف تعریف**: یہ الف لام ہے: اَلرَّجُلُ، اَلْحَسَنُ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۳۸)

سوال (۴۷): الف لام غیر زائدہ کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: الف لام غیر زائدہ کی پانچ قسمیں ہیں:

جس الف لام سے اِشارہ فردِ معلوم کی طرف ہو اُسے الف لام عہد خارجی کہتے ہیں: فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ۔ جس الف لام سے اشارہ جنس کی طرف ہو اُسے الف لام جنسی کہتے ہیں: اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ۔ جس الف لام سے اشارہ جنس کے تمام اَفراد کی طرف ہو اُسے الف لام استغراقی کہتے ہیں: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ جس الف لام سے

اشارہ غیر معین فرد کی طرف ہو اُسے الف لام عہد ذہنی کہتے ہیں: أَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ الذِّئْبُ۔ اور جس الف لام سے اشارہ فردِ موجود و حاضر کی طرف ہو اُسے الف لام عہدِ حضوری کہتے ہیں: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔

(خلاصۃ النحو ص ۱۴۱)

سوال(۴۸): تنوین کی اقسام مع مثال بتائیں؟

جواب: تنوین کی پانچ اَقسام ہیں:

۱۔**تنوین تمکن:** وہ تنوین جو مدخول کے منصرف ہونے پر دال ہو: رَجُلٌ۔

۲۔**تنوین تنکیر:** وہ تنوین جو مدخول کے غیر معین ہونے پر دال ہو: صَهٍ۔

۳۔**تنوین عوض:** وہ تنوین جو مضاف الیہ کے بدلے میں ہو: يَوْمَئِذٍ، مَرَرْتُ بِكُلٍّ (بِكُلِّ وَاحِدٍ)

۴۔**تنوین مقابلہ:** وہ تنوین جو جمع مؤنث سالم میں ہو: مُسْلِمَاتٌ۔

۵۔**تنوین ترنُّم:** وہ تنوین جو مصرعوں کے آخر میں سُر پیدا کرنے کے لیے ہو:

أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ (خلاصۃ النحو ص ۱۴۴)

سوال(۴۹): اَنْ مقدرہ کے مقامات بیان فرمائیں؟

جواب: درج ذیل حروف کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے:

۱۔لام جحود: مَا كُنْتُ لِأَكْذِبَ ۲۔لام کَیْ: جِئْتُ لِأُكْرِمَكَ ۳۔حتی - أَطِعِ اللهَ حَتّٰى تَفُوْزَ ۴۔اَوْ: لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ ۵۔فا کے بعد: زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ ۶۔واو: لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَ تَشْرَبَ اللَّبَنَ۔

(خلاصۃ النحو ص ۱۴۹)

سوال(۵۰): شرط و جزاء کی تعریف کرے نیز یہ بتائیں کہ جزاء پر فا لانا کن صورتوں میں واجب ہے؟

جواب: کلمہ شرط جن دو جملوں پر داخل ہو اُن میں سے پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔

چار صورتوں میں جزا پر فاء لانا واجب ہے: ۱۔ جزا جملہ اسمیہ ہو: مَنْ أَسْلَمَ فَهُوَ مُفْلِحٌ۔ ۲۔ جزا جملہ انشائیہ ہو: وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ ۳۔ جزا فعل ماضی قَدْ کے ساتھ ہو: مَنْ أَسْلَمَ فَقَدْ فَازَ۔ ۴۔ جزا فعل مضارع لَنْ، سَ یا سَوْفَ کے ساتھ ہو وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۵۲)

سوال(۵۱): منادی، ترخیم منادی، استغاثہ، نُدبہ کی تعریفات لکھیں نیز حروف ندا تحریر کریں؟

جواب: منادی: جس حرف سے کسی کو پکارا جاتا ہے اُسے حرفِ ندا اور جسے حرفِ ندا سے پکارا جائے اُسے مُنادیٰ کہتے ہیں: یَا نَبِیُّ۔

ترخیم منادی: مُنادیٰ کے آخر سے ایک یا دو حروف یا ایک جز کو تخفیفًا حذف کر دینا ترخیم کہلاتا ہے: يَا مَالِكُ، يَا مَنْصُوْرُ، يَا بَعْلَبَكُّ سے يَا مَالُ، يَا مَنْصُ

استغاثہ: کسی کو مدد کے لیے پکارنا استغاثہ کہلاتا ہیں

ندبہ: کسی مردے یا مصیبت پر پکارن کر رونے کو ندبہ کہتے ہیں جیسے : وازید (خلاصۃ النحو ص ۱۵۷)

سوال(۵۲): تنازع فعلین کسے کہتے ہیں نیز اس کی صورتیں بیان فرمائیں؟

جواب: کبھی دو فعلوں کے بعد ایک اسم ظاہر آتا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک فعل اس اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانا چاہتا ہے اسی کو تنازُعِ فِعلَین کہا جاتا ہے۔

تنازُع کی چار صورتیں ہیں: ۱۔ ہر فعل فاعل چاہے: نَصَرَ وَأَكْرَمَ زَيْدٌ۔ ۲۔ ہر فعل مفعول چاہے: نَصَرْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا۔ ۳۔ پہلا فعل فاعل اور دوسرا مفعول چاہے: نَصَرَ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا۔ ۴۔ پہلا فعل مفعول اور دوسرا فاعل چاہے۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۶۱)

سوال(۵۳): مبتدا کی قسم ثانی کسے کہتے ہیں ؟

جواب: جو صیغہ صفت نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے وہ بھی مبتدا ہوتا ہے اسی کو مبتدا کی قسم ثانی کہتے ہیں : هَلْ ذَاهِبٌ وَلَدَانِ، مَا مَوْجُوْدٌ رِجَالٌ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۶۴)

سوال(۵۴): مبتدا و خبر کی تقدیم و تاخیر کے قواعد لکھیے ؟

جواب: چار صورتوں میں مبتدا کو مقدم اور خبر کو موئخر لانا واجب ہے:

۱۔ مبتدا ایسے معنی پر مشتمل ہو جس کا شروع کلام میں ہونا ضروری ہے: مَنْ أَبُوْكَ۔ ۲۔ مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں: زَيْدٌ الْمُنْطَلِقُ۔ ۳۔ مبتدا اور خبر دونوں نکرہ مخصوصہ ہوں: أَفْضَلُ مِنْكَ أَفْضَلُ مِنِّيْ۔ ۴۔ خبر مبتدا کا فعل ہو یعنی خبر جملہ فعلیہ ہو اور اس کی ضمیر مرفوع مبتدا کی طرف راجع ہو: زَيْدٌ قَامَ۔

اور چار صورتوں میں خبر کو مقدم اور مبتدا کو موئخر کرنا واجب ہے:

۱۔ خبر ایسے معنی پر مشتمل ہو جس کا شروع کلام میں ہونا ضروری ہے (۲۴) : أَيْنَ زَيْدٌ۔ ۲۔ خبر کی تقدیم کی وجہ سے مبتدا کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہوتا ہو: فِي الدَّارِ رَجُلٌ۔ ۳۔ مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کے جز کی طرف لوٹ رہی ہو: فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا۔ ۴۔ جب أَنَّ اسم اور خبر سے مل کر مبتدا واقع ہو: عِنْدِيْ أَنَّكَ عَالِمٌ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۶۶)

سوال(۵۵): فاعل و مفعول کی تقدیم و تاخیر کے قواعد لکھیے ؟

جواب: چار صورتوں میں فاعل کو مقدم اور مفعول کو موئخر لانا واجب ہے:

۱۔ ان میں سے کسی میں بھی لفظاً اعراب نہ ہو اور نہ ایسا قرینہ ہو جس سے فاعل یا مفعول کی پہچان ہو سکے: نَصَرَ مُوْسٰى يَحْيٰى۔ ۲۔ فاعل ضمیر متصل ہو: أَعَنْتُ فَقِيْرًا۔ ۳۔ مفعول إِلَّا کے بعد واقع ہو: مَا رَاٰى زَيْدٌ إِلَّا عَمْرًا۔ ۴۔ مفعول معنی إِلَّا کے بعد واقع ہو: إِنَّمَا نَصَرَ خَالِدٌ ضَعِيْفًا۔

اور چار صورتوں میں مفعول کو مقدم اور فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہے:

ا۔ فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو: أَعَانَ زَيْدًا ابْنُهٗ۔ ۲۔ فاعل إِلَّا کے بعد واقع ہو: مَا اٰتٰى فَقِيْرًا إِلَّا بَكْرٌ۔

۳۔ فاعل معنیٰ إِلَّا کے بعد واقع ہو: إِنَّمَا رَاٰى وَلَدًا خَالِدٌ۔ ۴۔ جب مفعول ضمیر متصل اور فاعل اسم ظاہر ہو: عَلَّمَهٗ الْأُسْتَاذُ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۶۷)

سوال (۵۶): سوال : اغراء و تحزیر کی تعریف لکھیں؟

جواب: جو اسم فعلِ محذوف أَلْزِمْ وغیرہ کا مفعول بہ ہو اسے اِغراء کہتے ہیں: اَلصِّدْقَ (سچ کو لازم پکڑ) اور جو اسم فعلِ محذوف بَعِّدْ، اِتَّقِ وغیرہ کا مفعول بہ ہو اسے تحذیر کہتے ہیں: إِيَّاكَ مِنَ الْأَسَدِ (خود کو شیر سے دور کر) اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ (راستے سے بچ) (خلاصۃ النحو ص ۱۶۹)

سوال (۵۷): تصغیر کی تعریف لکھیں؟

جواب: اسم کے پہلے حرف کو ضمہ اور دوسرے کو فتحہ دیکر اس کے بعد یاء ساکن (یائے تصغیر) بڑھانے کو تصغیر کہتے ہیں اور تصغیر والے اسم کو مُصَغَّر کہتے ہیں: قَلَمٌ سے قُلَيْمٌ۔ (خلاصۃ النحو ص ۱۷۱)

سوال (۵۸): معرب ، مبنی ، عامل و معمول کی تعریف مع مثال بتائیں؟

جواب:

۱- **معرب کی تعریف:**

وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدل جائے اسے ''اسم متمکن'' (اعراب قبول کرنے والا) کہتے ہیں۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، حَبَسْتُ زَيْدًا عَنِ اللَّعِبِ، كَتَبْتُ اِلٰى زَيْدٍ رِسَالَةً۔ ان مثالوں میں زید معرب ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے کی وجہ سے بدل رہا ہے۔

۲۔مبنی کی تعریف:
وہ کلمہ جس کاآخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: حَثَّ ھٰؤُلَاءِ عَلَى الدِّرَاسَةِ، حَثَثْتُ ھٰؤُلَاءِ اِلَى الدِّرَاسَةِ، ذَھَبْتُ بِھٰؤُلَاءِ اِلَى الدِّرَاسَةِ۔ ان مثالوں میں ھٰؤلَاءِ مبنی ہے جس کاآخر عامل کے بدلنے کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوا۔

۳-عامل کی تعریف:
وہ جس کی وجہ سے معرب کاآخر بدل جاتا ہے۔ جیسے: وَصَلَ الْقِطَارُ اِلَى الْمَحَطَّةِ میں وَصَلَ عامل ہے؛ کیونکہ اس کی وجہ سے الْقِطَارُ معرب کاآخر بدل گیا۔

٤-معمول کی تعریف:
وہ جس پر عامل داخل ہو کر اپنا عمل کرے۔ جیسے: اِقْتَرَحَ تِلْمِیْذٌ میں تِلْمِیْذٌ معمول ہے؛ کیونکہ اِقْتَرَحَ عامل نے اس پر داخل ہو کر اپنا عمل کیاکہ اسے رفع دیدیا۔ (نصاب النحو ص ۲۴)

سوال(۵۹): مرکب بنائی اور مرکب منع صرف کی تعریف بتائیں؟

جواب: مرکب بنائی کی تعریف:
وہ مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء حرف عطف کو شامل ہو۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ یہ اصل میں أَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا۔
اسے ''مرکب تعدادی'' بھی کہتے ہیں
مرکب منع صرف کی تعریف: وہ مرکب جس میں دو کلمات کو بغیر اضافت اور اسناد کے ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں دوسرا کلمہ نہ صوت ہو اور نہ کسی حرفِ عطف کو متضمن ہو۔ جیسے: بَعَلَبَكُّ(ا)۔اسے ''مرکب مزجی'' بھی کہتے ہیں۔ (نصاب النحو ص ۵۰)

سوال(٦٠): غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسباب ستہ بیان فرمائیں؟

جواب: غیر منصرف کی تعریف:

وہ اسم معرب جس میں منع صرف کے اسباب میں سے کوئی دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ جیسے: عُمَرُ، عَائِشَةُ، وغیرہ۔

غیر منصرف کا حکم:

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر نہ تنوین آتی ہے نہ کسرہ۔ جیسے: جَاءَ عُثْمَانُ، مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ۔

تنبیہ:

اگر کسی اسم غیر منصرف پر الف لام داخل ہو جائے یا کسی اسم کی طرف اس کی اضافت کر دی جائے تو ان دونوں صورتوں میں اس پر کسرہ آسکتا ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْمَسَاجِدِ، أُصَلِّيْ فِيْ مَسَاجِدِكُمْ۔

اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں: (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) تعریف (۵) عجمہ (۶) ترکیب (۷) وزن فعل (۸) الف نون زائد تان (۹) جمع۔ (نصاب النحو ص ۶۲)

سوال (۲۰): عدل کی تعریف واقسام بیان فرمائیں؟

جواب: عدل کی تعریف: کسی اسم کا بغیر کسی قاعدہ صرفی کے اپنے صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف پھیرا ہوا ہونا جیسے: ثُلٰثُ (تین تین) ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةَ سے اور عُمَرُ (نام) عَامِرٌ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے پھیرا گیا ہے۔

۱ عدل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ عدل تحقیقی ۲۔ عدل تقدیری.

۔عدل تحقیقی کی تعریف:

وہ اسم معدول جس میں (غیر منصرف ہونے کے علاوہ) اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثُلٰثُ۔

توضیح: ثُلٰثُ کا معنی ہے: ''تین تین'' اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اصل ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ ہے؛ کیونکہ ثُلٰثُ میں معنی کی تکرار ہے اور معنی کی تکرار لفظ کی تکرار پر دلالت کرتی ہے اس دلیل سے معلوم ہوا کہ ثُلٰثُ، ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ سے معدول ہے۔

عدل تقدیری کی تعریف:

وہ اسم معدول جس میں (غیر منصرف ہونے کے علاوہ) اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ۔

توضیح:

یہ دونوں عَامِرٌ اور زَافِرٌ سے معدول ہیں مگر ان میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں۔ مگر چونکہ اہل عرب ان کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں اور ان میں سوائے علمیت کے اور کوئی دوسرا سبب بھی نہیں پایا جارہاہے اور ایک سبب سے کوئی اسم غیر منصرف نہیں ہوتا لہٰذا اس میں دوسرا سبب عدل فرض کر لیا گیاہے اور عُمَرُ کو عَامِرٌ سے اور زُفَرُ کو زَافِرٌ سے معدول مان لیا گیا۔ (نصاب النحو ص ۶۳)

سوال (۲۱): "جُمَعُ" کس سے معول ہیں ؟

جواب: جُمَعُ یا تو جُمْعٌ سے معدول ہیں ، یا جَمَاعَى سے یا پھر جَمْعاوات سے ، کیونکہ یہ تینوں جَمْعَاءُ کی جمع ہیں ، اور جَمْعَاءُ اگر صفت کا صیغہ ہو تو اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہیں ، جیسے حَمْرَاءُ کی جمع حُمْرٌ، اور اگر اسم کا ہو تو کے اسکی جمع فَعَالَى، یا فَعْلَاوَاتٌ کے وزن پر آتی ہیں جیسے صَحْرَاءُ کی جمع صَحَارٰی یا صَحْرَاوَاتٌ ، اور جب جُمَعُ، فُعَلُ وزن پر آیا تو ثابت ہو گیا کہ یہ انہیں تینوں میں سے کسی ایک سے معدول ہیں۔ (ہدایۃ النحو ص ۳۵ حاشیہ)

سوال (۲۲): مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ میں 'اَرْبَعٍ' غیر منصرف ہے یا منصرف اور کیوں ؟

جواب: اَرْبَعٍ منصرف ہیں کیونکہ یہ اصل وضع میں وصف کے لیے موضوع نہیں ہے ، بلکہ یہ مراتب عدد میں سے ایک مرتبہ معینہ کے لیے موضوع ہیں۔ (ہدایۃ النحو ص ۳۷)

سوال (۲۳): تانیث معنوی کے غیر منصرف بننے کے جوازی و وجوبی شرائط بیان فرمائیں ؟

جواب: تانیث معنوی میں جوازِ منعِ صرف کے لیے مؤنث کا علم ہونا شرط ہے، اور اگر اس کے ساتھ درج ذیل تین چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہو جائے گا:

۱۔ وہ اسم تین حروف سے زائد حروف پر مشتمل ہو۔ جیسے: زَیْنَبُ۔ ۲۔ اگر وہ اسم تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو۔ جیسے: سَقَرُ۔ ۳۔ وہ اسم عجمہ ہو۔ جیسے: مَاهُ، جُوْرُ (شہروں کے نام)۔ (نصاب النحو ص ٦٦)

سوال(٦٤): جمع منتھی الجموع کے اوزان بتائیں، نیز یہ بتائیں کہ 'فرازنۃ' غیر منصرف ہے یا منصرف؟

جواب: جمع منتھی الجموع کے اوزان: الف جمع کے بعد دو حرف ہونا جیسے: مَسَاجِدُ، یا کوئی مشدد حرف ہو جیسے: دَوَابٌّ، یا تین حروف ہو اور ان میں بیچ والا حرف ساکن ہو اور ہو ہا کو قبول کرنے والا ہو، یعنی اس کے آخر میں ۃ نہیں آتی ہو اسی وجہ سے فَرَازِنَۃٌ منصرف ہے کیونکہ اس کے آخر میں 'ۃ' ہیں۔ (ہدایۃ النحو ص ٤١)

سوال(٦٥): جمع الف نون زائدتان کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرائط بتائیں، نیز یہ بتائیں کہ سعدان اور ندمان منصرف ہوگا یا غیر منصرف؟

جواب: شرائط:

الف نون زائدتان اگر اسم محض (جو صفت نہ ہو) کے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، عِمْرَانُ، سَلْمَانُ وغیرہ۔ اسی وجہ سے سَعْدَانُ منصرف ہیں کیونکہ اس میں علمیت نہیں ہے بلکہ یہ ایک پودے کا نام ہیں اور اگر اسم صفت کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ اس پر تاءِ تانیث نہ آتی ہو۔ جیسے: سَکْرَانُ کہ اس کے آخر میں تاء تانیث نہیں آتی؛ کیونکہ اس کی تانیث سَکْرٰی ہے۔ اسی وجہ سے نَدْمَانُ منصرف ہیں کیونکہ اسکی مؤنث نَدْمَانَۃٌ (تاء تانیث) آتی ہیں۔ (نصاب النحو ص ٦٨، ہدایۃ النحو ص ٤٣)

سوال(٦٦): مفعول بہ کے فعل کو وجوبا حزف کرنے کی صورتیں تحریر کریں؟

جواب: مفعول بہ کے فعل کو وجوبا حزف کرنے کی صورتیں:

۱۔ سماعی طور پر (جب اہل عرب سے اسی طرح سنا ہو): اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ

۲۔ تحزیر کے وقت: اِيَّاكَ وَ الْاَسَدَ

۳۔ اشتغال کے وقت: زَيْدًا ضَرَبْتُهٗ

۴۔ منادی کے وقت (ندا دی گئی ہو) : یَاعَبْدَ اللّٰہِ۔ (ہدایۃ النحو ص ۸۲)

سوال(۲۷): مَا اُضْمِرَعَامِلُہٗ عَلٰی شَرِیْطَۃِ التَّفْسِیْرِ/اشتغال کیا ہیں ؟

جواب:

اشتغال کی تعریف:

اشتغال کا لغوی معنی فارغ ہونا، مصروف ہونا، مشغول ہونا ہے، جبکہ اصطلاح میں جب کسی اسم کے بعد کوئی فعل یاشبہ فعل ہواور یہ فعل یا شبہ فعل اپنے مابعد ضمیر یااس سے متصل اسم میں اسطرح عمل کررہا ہو کہ اگراسکے مابعد معمول کوحذف کردیا جائے تو یہ (فعل یا شبہ فعل) ماقبل اسم کو نصب دے اس عمل کو نحویوں کی اصطلاح میں اشتغال کہتے ہیں، اور فعل یا شبہ فعل سے ماقبل آنیوالے اسم کو مشغول عنہ کہتے ہیں ۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ، (میں نے زید کو مارا)، زَیْدًا ضَرَبْتُ أَخَاہُ، (میں نے زید کے بھائی کو مارا) ان مثالوں میں زیدًا مشغول عنہ ہے۔اور اسکے مابعد فعل بھی ہے جو ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کررہا ہے کہ اگراسکے مابعد معمول کوحذف کردیا جائے تو یہ ماقبل اسم کو نصب دیگا۔اصل عبارت اس طرح تھی ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ، اور ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ أَخَاہُ، پھر زیدًا سے پہلے ضربت کو حذف کردیاگیا، کیونکہ مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کررہاہے۔ اسے اضمار علی شریطۃ التفسیر بھی کہتے ہیں۔ (نصاب النحو ص ۱۷۳)

سوال(۲۸): ضمیر شان اور ضمیر فصل میں کیا فرق ہیں ؟

جواب:

ضمیر شان: بسااوقات جملہ کی ابتداء میں ضمیرِ غائب آجاتی ہے جسکا کوئی مرجع نہیں ہوتا اور بعد والا جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتاہے۔اس صورت میں اگر ضمیر مذکر کی ہو تواسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر مونث کی ہو تو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ جیسے ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

ضمیر فصل: جب مبتدااور خبر دونوں معرفہ ہوں توان کے درمیان ایک ضمیر آتی ہے جسے ضمیر فصل کہتے ہیں : العالم ھو العامل بعلمہ۔ (نصاب النحو ص ۲۲۳)

مرقات

سوال(۰۱) : مرقات کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب: مرقات کے مصنف کا نام علامہ فضل امام خیر آبادی علیہ الرحمہ ہیں۔

سوال(۰۲) : کتاب مرقات کے مطابق علم کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: ۱۔حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْئِ فِی الْعَقْلِ ۲۔اَلصُّوْرَةُ الْحَاصِلَةُ مِنَ الشَّيْئِ عِنْدَ الْعَقْلِ

۳۔اَلْحَاضِرُ عِنْدَ الْمُدْرَكِ ۴۔قُبُوْلُ النَّفْسِ لِتِلْكَ الصُّوْرَةِ

۵۔اَلْاِضَافَةُ الْحَاصِلَةُ بَيْنَ الْعَالِمِ وَ الْمَعْلُوْمِ (مرقاة ص۱)

سوال(۰۳) : علم منطق کی تعریف، موضوع و غرض و غایت لکھیں؟

جواب: علمِ منطق کی تعریف:

منطق کا لغوی معنی گفتگو کرنا ہے جبکہ اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: "عِلْمٌ بِقَوَانِيْنَ تَعْصِمُ مُرَاعَاتُهَا الذِّهْنَ عَنِ الْخَطَاءِ فِي الْفِكْرِ" یعنی ایسے قوانین کا جاننا جن کا لحاظ ذہن کو غور و فکر میں غلطی سے بچالے۔

موضوع: وہ معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ جو مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی تک پہنچادیں۔

غرض وغایت: کسی چیز میں غور و فکر کرتے وقت ذہن کو غلطی سے بچانا۔

واضع: علم منطق کو سب سے پہلے ارسطو نے سکندر رومی کے حکم سے وضع کیا۔ (نصاب المنطق ص ۱)

سوال(۰۴) : علم کی تعریف و اقسام اور انکی تعریفات تحریر کریں نیز حکم کی تعریف لکھیں؟

جواب: علم کی تعریف:

علم کا لغوی معنی جاننا ہے۔اور اصطلاح میں علم کی تعریف یہ ہے : "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ" یعنی کسی شے کی صورت کا عقل میں آنا۔

علم کی اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں : ۱۔ تصور ۲۔ تصدیق

۱۔**تصور**: وہ علم ہے جس میں حکم نہ پایا جائے جیسے : صرف زید کا علم۔

۲۔**تصدیق**: وہ علم ہے جس میں حکم پایا جائے جیسے : زید کھڑا ہے یا زید کھڑا نہیں ہے۔

حکم کی تعریف: "نِسْبَةُ أَمْرٍ اِلٰی أَمْرٍ آخَرَ اِیْجَاباً اَوْ سَلْباً" ایک شے کی دوسری شے کی طرف کرنا خواہ وہ نسبت ایجابی ہو یا سلبی جیسے زَیْدٌ عَاقِلٌ اور لَیْسَ بِعَاقِلٍ۔ (نصاب المنطق ص ۳)

سوال(۰۴) : تصور و تصدیق میں حکماء اور امام رازی کا کیا اختلاف ہیں؟

جواب: حکماء کے نزدیک تصدیق اس حکم کا نام ہے جس جو تصورات ثلاثہ سے ملا ہوا ہو، یعنی تصدیق کے لیے تصورات ثلاثہ کا پایا جانا ضروری ہے، اسی وجہ سے تصدیق بلا تصور نہیں پائی جاتی اور امام رازی فرماتے ہیں کہ تصدیق نام ہے تصور اور تصورات ثلاثہ کے مجموعے کا۔

(مرقاۃ ص ۳)

سوال(۰۵) : نظر و فکر کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں کہ منطق کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جواب:"تَرْتِیْبُ أُمُوْرٍ مَعْلُوْمَةٍ لِیَتَأَدّٰی ذَالِکَ التَّرْتِیْبُ اِلٰی تَحْصِیْلِ الْمَجْھُوْلِ"
یعنی امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس ترتیب سے کسی امر مجہول کا علم حاصل ہو، جیسے ہمیں معلوم ہے کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر متغیر چیز حادث ہے جب ہم نے ان دونوں کو ترتیب دیا کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے تو ہمیں تیسری چیز معلوم ہوئی کہ عالم حادث ہے۔ (نصاب المنطق ص٦)

سوال(۰٦) : منطق کی وجہ تسمیہ لکھیں نیز یہ بتائیں کہ اہل منطق الفاظ سے بحث کیوں نہیں کرتے؟

جواب:
وجہ تسمیہ: منطق مصدر میمی ہے جس کا معنی ہے گفتگو کرنا۔ کیونکہ یہ علم،ظاہری اور باطِنی نُطقْ میں نکھار پیدا کرتا ہے اس لئے اسے منطق کہتے ہیں۔ نطق ظاہری (تکلّم) میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا دوسروں کے مقابلے میں اچھے انداز سے گفتگو کر سکتا ہے۔اور نطق باطنی (ادراک) میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا اشیاء کے حقائق یعنی ان کی اجناس اور فصول وغیرہ سے واقف ہو جاتا ہے۔
(نصاب المنطق ص١-٢)

سوال(۰٧) : علم منطق کے معلّمین ثلاثہ کا نام تحریر کریں؟
جواب: سب سے پہلے ارسطاطالیس نے اس فن کو مدون کیا لہٰذا اسے معلم اول کہا جاتا ہے، محمد بن طرخان فارابی نے یونان سے کتب منگوا کر عربی ترجمہ کیا وکچھ اضافہ کیا تو یہ معلم ثانی کہلائے فارابی کی کتب ضائع ہونے کے بعد ابو علی ابن سینا نے از سر نو اس علم کو مدون کیا اس لئے اسکو معلم ثالث کہا جاتا ہے۔ (نصاب المنطق ص٠)

سوال(۰٨) : دلالت اور وضع کی تعریف اور دلالت کی اقسام بیان فرمائیں؟
جواب:

دلالت: دلالت کا لغوی معنی اَلْاِرْشادُ یعنی رہنمائی کرنا، راہ دکھانا ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: کَوْنُ الشَّیِ بِحَیْثُ یَلْزَم من الْعِلْمِ به العلمُ بِشیْءٍ آخرَ۔ یعنی کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے دلالت کہلاتا ہے۔ پہلی چیز کو دالّ (دلالت کرنے والی) جبکہ دوسری چیز کو مدلول (جس پر دلالت کی گئی) کہتے ہیں۔ جیسے دھواں اور آگ

وضع: وضع کا لغوی معنی ''رکھنا'' ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: "تَخْصِیْصُ شَیْءٍ بِشَیْءٍ مَتٰی أُطْلِقَ الشَّیْءُ الاَوَّلُ فُهِمَ مِنْهُ الشَّیْءُ الثَّانِیْ" یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے وضع کہلاتا ہے۔ پہلی کو مَوْضُوع اور دوسری کو موضوع لہٗ کہا جاتا ہے۔ جیسے لفظ قلم کے جاننے سے خود قلم کا علم حاصل ہوتا ہے اس مثال میں لفظِ قلم موضوع اور خود قلم موضوع لہ ہے نیز خاص کرنے والے کو واضعُ کہا جاتا ہے۔

دلالت کی اقسام

۱۔**دلالت لفظیہ:** وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو جیسے: لفظ کراچی کی دلالت شہر کراچی پر۔

۲۔**دلالت غیر لفظیہ:** وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔
(نصاب المنطق ص۸)

سوال(۰۹): دلالت لفظیہ و غیر لفظیہ اقسام بیان فرمائیں؟
جواب: دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔

(۱)۔۔۔۔۔۔وضعیہ (۲)۔۔۔۔۔۔طبعیہ (۳)۔۔۔۔۔۔عقلیہ

یوں دلالت کی کل چھ اقسام ہوئیں جو درج ذیل ہیں۔

١۔دلالت لفظیہ وضعیہ۔ ٢۔ دلالت لفظیہ طبعیہ۔ ٣۔ دلالت لفظیہ عقلیہ۔ ۴۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ۔ ۵۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ۔ ٦۔ دلالت غیر لفظیہ عقلیہ۔

١ ۔**دلالت لفظیہ وضعیہ:** وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر واضع کی وضع کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے : لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔ کیوں کہ واضع نے لفظ زید کو وضع ہی اس لئے کیا ہے کہ یہ ذات زید پر دلالت کرے۔

٢۔**دلالت لفظیہ طبعیہ:** وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر طبیعت کے چاہنے کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے : لفظ اُحْ اُحْ کی دلالت سینے کے درد پر۔ کیوں کہ درد کے وقت طبیعت عموماً اس قسم کے الفاظ نکالنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔اس دلالت میں "اح اح " دال اور'' سینے کا درد''مدلول ہے۔

٣۔**دلالت لفظیہ عقلیہ:** وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر محض عقل کے چاہنے کی وجہ سے دلالت کرے اور اس میں وضع اور طبیعت کا دخل نہ ہو۔ جیسے : دیوار کے پیچھے سے سنائی دیئے جانے والے لفظ ''دیز دیز'' کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔اس مثال میں لفظ ''دیز دیز'' دال اور ''بولنے والے کا وجود'' مدلول ہے۔

۴۔**دلالت غیر لفظیہ وضعیہ:** وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر واضع کی وضع کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے : سگنل کی لال بتی کی دلالت رکنے پر، سبز بتی کی دلالت چلنے پر۔

۵۔**دلالت غیر لفظیہ طبعیہ:** وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال کی اپنے مدلول پر دلالت طبیعت کے چاہنے کی وجہ سے ہو۔ جیسے : آنسوؤں کے بہنے کی دلالت غم پر۔

۶۔**دلالت غیر لفظیہ عقلیہ**: وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال کی اپنے مدلول پر دلالت محض عقل کے چاہنے کی وجہ سے ہو اور اس میں وضع اور طبیعت کا دخل نہ ہو۔ جیسے: دھوپ کی دلالت سورج کے نکلنے پر۔ (نصاب المنطق ص۱۱)

سوال(۱۰): دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام بتائیں؟

جواب: اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔**دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ**: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنی'' موضوع لہ ''پر دلالت کرے جیسے: چاقو کی دلالت پھل اور دستے پر۔

۲۔**دلالت لفظیہ وضعیہ تضمنیہ**: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی'' موضوع لہ'' کے صرف جزء پر دلالت کرے جیسے: لفظ چاقو کی دلالت صرف دستے یا پھل پر۔

۳۔**دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ**: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی'' موضوع لہ'' کے لازم پر دلالت کرے(۱) جیسے: لفظِ سورج کی دلالت دھوپ پر۔ (نصاب المنطق ص۱۴)

سوال(۱۱): لفظ دال کی تعریف واقسام بیان فرمائیں؟

جواب: لفظ دال یعنی وہ لفظ جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا جاتا ہے، اس لفظ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔**مفرد**: "مَا لَا یُقْصَدُ بِجُزْئِہِ الدَّلَالَۃُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاہ" وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد نہ کیا جائے جیسے: زید۔

۲۔ **مرکب:**"مَا یُقْصَدُ بِجُزْئِهٖ الدَّلاَلَۃُ عَلیٰ جُزْءِ مَعْنَاہ" وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد کیا جائے جیسے:۔ عبداللہ کی دلالت ''اللہ کے بندے'' پر، جبکہ یہ علَم نہ ہو۔
(نصاب المنطق ص۱۷)

سوال(۱۲): معنی کے مستقل ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے مفرد کی اقسام بتائیں؟
جواب: اس اعتبار سے لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں۔۱۔اسم ۲۔کلمہ ۳۔اداۃ

۱۔**اسم:** وہ لفظ مفرد ہے جواپنا معنی خود بتائے اور اس کا صیغہ یعنی ساخت اور ہیئت کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے: زَیْدٌ، اَلْمَسْجِدُ، اَلصُّبْحُ، فَرَسٌ۔

۲۔**کلمہ:** وہ لفظ مفرد ہے جواپنا معنی خود بتائے اور اس کا صیغہ یعنی بناوٹ اور صورت کسی زمانہ معین یعنی ماضی، حال یا مستقبل پر دلالت کرے۔ جیسے: نَصَرَ (اس نے مدد کی)، یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کریگا)۔

۳۔**اداۃ:** وہ لفظ مفرد ہے جواسم یا کلمہ سے مل کر اپنے معنی بتائے۔ جیسے: مِنْ (سے) اِلیٰ (تک)۔
(نصاب المنطق ص۲۰)

سوال(۱۳): وحدت و کثرت کے اعتبار سے مفرد کی اقسام بتائیں؟
جواب: اس اعتبار سے لفظ مفرد کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔**متحدالمعنی:** وہ لفظ مفرد جس کا ایک ہی معنی ہو جیسے: زَیْدٌ۔

۲۔ **متکثر المعنی**: وہ لفظ مفرد جس کے ایک سے زائد معنی ہوں جیسے : لفظ عَیْنٌ اس لفظ کے کئی معنی ہیں مثلاً آنکھ، پانی کا چشمہ، جاسوس، گھٹنا وغیرہ۔ (نصاب المنطق ص۲۱)

سوال (۱۴) : متحد المعنی اور متکثر المعنی کی اقسام بتائیں؟

جواب: **متحد المعنی کی اقسام**

اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ **عَلَمْ**: وہ لفظ مفرد ہے جس کا ایک معنی ہو اور وہ مُتَعَیَّنْ اور خاص ہو جیسے : زید۔

۲۔ **مُتَوَاطِی**: متواطی تواطؤ سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی ''پورا پورا صادق آنا، متفق ہونا'' ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ لفظ مفرد جس کا معنی مُتَعَیَّنْ اور خاص نہ ہو۔ بلکہ وہ بہت سارے افراد پر برابر برابر صادق آئے۔ جیسے : انسان کہ یہ اپنے تمام افراد (زید، عمرو، بکر وغیرہ) پر مساوی طور پر صادق آتا ہے یہ نہیں کہ زید پر انسان کا صدق اولیٰ اور پہلے ہو اور عمرو پر غیر اولیٰ اور بعد میں ہو۔

۳۔ **مُشَکِّکْ**: مشکک کا لغوی معنی ہے شک میں ڈالنے والا، اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ لفظ مفرد ہے جس کا ایک معنی ہو لیکن مُتَعَیَّنْ اور خاص نہ ہو بلکہ وہ بہت سارے افراد پر ایسے صادق آئے کہ بعض پر اشد اور بعض پر اضعف ہو بعض پر پہلے، بعض پر بعد میں۔ جیسے : وُجُوْدٌ، أَبْیَضُ، أَسْوَدُ، طَوِیْلٌ وغیرہ الفاظ۔

(۔۔۔۔۔متکثر المعنی کی اقسام۔۔۔۔۔)

اس کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ مشترک ۲۔ منقول ۳۔ حقیقت ۴۔ مجاز

۱۔ **مشترک**: وہ لفظ مفرد جس کے کثیر معانی ہوں اور واضع نے اس لفظ کو ہر ہر معنی کیلئے ابتداء علیحدہ علیحدہ وضع کیا ہو جیسے: ہار، پھل۔ ہار کے دو معنی ہیں ایک شکست جو جیت کا مقابل ہے دوسرا وہ جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔ اسی طرح پھل کے بھی دو معنی ہیں ایک تو جو کھایا جاتا ہے دوسرا وہ جو چاقو اور تیر میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح عربی میں ''عین'' جس کے معنی ذات، آنکھ، سونا (دھات)، سورج وغیرہ ہیں۔

۲۔ **منقول**: وہ لفظ مفرد جس کو ابتداءً تو ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو لیکن پھر اس کا استعمال کسی دوسرے معنی میں اس طرح ہونے لگا ہو کہ پہلے معنی کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ جیسے: لفظ صَلٰوۃٌ کہ ابتداءً تو اس کی وضع دعا کیلئے تھی لیکن پھر یہ نماز کے معنی میں ایسا مشہور ہو گیا کہ دعا والے معنی کو چھوڑ دیا گیا۔

منقول کی اقسام

لفظ کے ایک معنی کو دوسرے معنی میں نقل کرنے کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔

۱۔ منقول شرعی ۲۔ منقول عرفی ۳۔ منقول اصطلاحی

۱۔ **منقول شرعی**: وہ منقول جس کو نقل کرنے والے اہلِ شرع ہوں۔ جیسے: لفظ صَلٰوۃٌ۔ اسے پہلے معنی (یعنی دعا) سے دوسرے معنی (یعنی نماز) کی طرف نقل کرنے والے اہل شرع ہیں۔ ایسے ہی لفظ زکوۃ، حج، روزہ وغیرہ ان سب کے لغوی معنی کچھ اور ہیں لیکن شریعت میں لغوی معنی نہیں بلکہ مخصوص معنی مراد ہیں۔

۲۔ **منقول عرفی**: وہ منقول جس کو نقل کرنے والے عرف عام ہوں جیسے: لفظ کوفتہ کے اصلی معنی کوٹا ہوا۔ پھر عام اہل زبان اس کو گول کباب کے معنی میں استعمال کرنے لگے، اسی طرح لفظ ''دَابَّۃ''۔

۳۔ **منقول اصطلاحی**: وہ منقول جس کو نقل کرنے والے مخصوص طبقہ کے لوگ ہوں۔ جیسے: ''لفظ'' کا لغوی معنی پھینکنا ہے مگر بعد میں نحوی اسے ایک مخصوص معنی کیلئے استعمال کرنے لگے۔

۳۔ **حقیقت:** وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں استعمال ہو جس کیلئے اسے وضع کیا گیا تھا۔ جیسے : لفظ اسد حیوانِ مفترس (چیر پھاڑ کرنے والا درندہ) کے معنی میں استعمال ہو تو حقیقت ہے۔

۴۔ **مجاز:** وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں استعمال نہ ہو جس کیلئے اسے وضع کیا گیا تھا جیسے : لفظ اسد بہادر آدمی کے معنی میں استعمال ہو تو مجاز ہے۔ کیونکہ لفظ اسد کو بہادر آدمی کے لیے وضع نہیں کیا گیا۔ (نصاب المنطق ص ۲۳)

سوال(۱۵) : مرکب کی اقسام اور انکی اقسام بھی بیان فرمائیں؟

جواب:

لفظِ مرکب کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **مرکب تام:** مَایَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْہِ۔ جس پر سکوت درست ہو۔
یعنی متکلم نے جب کوئی کلام کیا تو سننے والے کو اسی سے پوری بات سمجھ میں آجائے۔ کسی دوسرے لفظ کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ جیسے : زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔ **مرکب ناقص:** "مَالاَ یَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْہِ" جس پر سکوت درست نہ ہو، یعنی متکلم نے جب کوئی کلام کیا تو سننے والے کو اسی سے پوری بات سمجھ میں نہ آئے بلکہ کسی دوسرے لفظ کا انتظار کرنا پڑے۔ جیسے : : غُلا مُ زَیْد۔

مرکب تام کی اقسام

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں۔۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ **خبر:** وہ مرکب ہے جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو اسے قضیہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے : زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۔**انشاء:** وہ مرکب ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال نہ ہو۔ جیسے : أُنْصُرْ (مدد کر)۔

مرکب ناقص کی اقسام

مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں :

۱۔**مرکب تقییدی:**"اِنْ کَانَ الْجُزْءُ الثَّانِي قَیْدًا لِلْاَوَّل فَهُوَ مُرَکَّبٌ تَقْیِیْدِیٌّ" یعنی اگر دوسرا جز پہلے جز(۱) کیلئے قید بنے تو وہ مرکب تقییدی ہے۔ جیسے : غُلَامُ زَیْدٍ، رَجُلٌ عَالِمٌ (۲) وغیرہ۔

وضاحت: ''غلام زید'' میں دوسرا جز یعنی ''زید'' پہلے جز یعنی ''غلام'' کو مقید کرنے والا ہے کیونکہ غلام کسی کا بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن زید نے اسے مُقَیَّد کر دیا۔

۲۔**مرکب غیر تقییدی:** "اِنْ لَمْ یَکُنِ الْجُزْءُ الثَّانِي قَیْدًا لِلْأَوَّلِ فَهُوَ مُرَکَّبٌ غَیْرُ تَقْیِیْدِیٍّ" اگر دوسرا جز پہلے جز کے لئے قید نہ بنے تو وہ مرکب غیر تقییدی ہے۔ جیسے : فِی الْبُسْتَانِ أَحَدَ عَشَرطِفْلاً وغیرہ۔ (نصاب المنطق ص ۲۳)

سوال(۱۶) : مفہوم کی تعریف واقسام بیان فرمائیں؟

جواب : **مفہوم:** "مَاحَصَلَ فِی الذِّهْنِ" یعنی جو چیز ذھن میں آئے اسے مفہوم کہتے ہیں۔

(۔۔۔۔۔۔مفہوم کی اقسام۔۔۔۔۔۔)

۱۔**جزئی:** "هُوَ مَفْهُوْمٌ اِمْتَنَعَ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ" وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر تجویز

کرنا عقلا ممتنع ہو جیسے : زید کہ اس کا صدق ایک خاص اور متعین ذات پر ہوتا ہے۔

۲۔**کلی:** "هُوَ مَفْهُوْمٌ لَا يَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ" یعنی وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر تجویز کرنا عقلا ممتنع نہ ہو جیسے : انسان۔ (نصاب المنطق ص ۳۳)

سوال(۱۷) : نسبت کی اقسام بیان فرمائیں ؟

جواب : **نسبت تساوی:** وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے ہر ایک دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے۔ جیسے : انسان اور ناطق کے درمیان نسبت۔

۲۔**نسبت تباین:** وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے کوئی کلی بھی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے : انسان اور پتھر۔

۳۔**نسبت عموم خصوص مطلق:** وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے لیکن دوسری کلی پہلے کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض پر صادق آئے۔ جیسے : ولی، اور عالم کے درمیان نسبت۔

۴۔**نسبت عموم خصوص من وجه:** وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ جن میں ہر ایک دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے : حیوان واسود کے درمیان نسبت (۱)۔ (نصاب المنطق ص ۳۵)

سوال(۱۸) : جزئی کی اقسام بیان فرمائیں ؟

جواب : ۱۔**جزئی حقیقی:** وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر فرض کرنا درست نہ ہو۔ جیسے : زید کہ اس کا صدق ایک خاص اور معین ذات پر ہوتا ہے کما سبق۔

وضاحت: زید کا مفہوم ''ذات زید''پر دلالت کرتا ہے۔ عمرو، بکر وغیرہ پر نہیں۔ لہٰذا زید کا مفہوم ایسا مفہوم ہوا جس میں اس کے علاوہ کوئی شریک نہیں۔

۲۔ **جزئی اضافی:** "هُوَ مَا کَانَ أَخَصُّ تَحْتَ الأَعَمِّ" یعنی ہر وہ اخص جو اعم کے تحت آئے۔ جیسے: انسان۔

وضاحت: چونکہ انسان کے افراد حیوان کے افراد سے کم ہیں۔ لہٰذا انسان اخص ہے یہ صرف انسانوں (زید، عمر، بکر وغیرہ) پر ہی بولا جاتا ہے اور حیون اعم ہے کیونکہ یہ انسانوں کے علاوہ دیگر اشیاء (حمار، غنم، فرس وغیرہ) پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہٰذا انسان ایسا اخص ہوا جو اعم (نصاب المنطق ص۳۹)

سوال (۱۹): کلی کی اقسام بتائیں؟

جواب: کلی کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

(ا)۔۔۔ کلی کے خارج میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے کل تین قسمیں بنتی ہیں۔

۱۔ **واجب الوجود:** جس کا عدم (نہ ہونا) محال ہو اور وجود (ہونا) ضروری ہو اس کلی کا ایک ہی فرد پایا جاتا ہے یعنی ذات باری تعالی عزوجل۔

۲۔ **ممتنع الوجود:** جس کا وجود محال ہو اور عدم ضروری ہو۔ جیسے: شریک باری تعالی۔

۳۔ **ممکن الوجود:** جس کا وجود اور عدم دونوں محال نہیں یعنی جس کا وجود و عدم دونوں ممکن ہوں۔ جیسے: عنقاء، یاقوت کا پہاڑ وغیرہ۔

(۲)۔۔۔۔۔۔ کلی کے اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔
اس اعتبار سے کلی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔**کلی ذاتی:** جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج نہ ہو اسے کلی ذاتی کہتے ہیں۔ جیسے : جنس، نوع، فصل۔

۲۔**کلی عرضی:** جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو وہ کلی عرضی ہے جیسے : خاصہ ، عرض عام
(نصاب المنطق ص۳۹)

سوال(۲۰) : کلیاتِ خمسہ بیان فرمائیں؟
جواب:
جنس: "هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ" یعنی جنس وہ کلی ہے جو مَاہُوَکے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔ جیسے : حیوان۔

نوع(حقیقی): "هُوَكُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُتَّفِقِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ" نوع ایسی کلی ہے جو ماھوکے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں ایک جیسی ہوں۔ جیسے : انسان۔

فصل: "هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلَى الشَّيْءِ فِي جَوَابِ "أَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهِ" یعنی فصل ایسی کلی ہے جو ای شی ھو فی ذاتہ کے جواب میں کسی شی پر بولی جائے جیسے : ناطق۔

وضاحت: جب ہم انسان کے بارے میں سوال کریں کہ اَلْاِنْسَانُ اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِہٖ یعنی انسان اپنی ذات کے اعتبار سے کیا ہے تو جواب دیا جائے گا کہ وہ ناطق ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ناطق انسان کیلئے فصل ہے۔

خاصه: "هُوَ كُلِّيٌّ خَارِجٌ عَنْ حَقِيْقَةِ الأَفْرَادِ مَقُوْلٌ عَلىٰ أَفْرَادٍ وَاقِعَةٍ تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ" یعنی خاصہ وہ کلی ہے جو افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایسے افراد پر بولی جائے جو ایک ہی حقیقت کے تحت واقع ہوں جیسے : ضاحک انسان کیلئے۔ اسے '' عرض خاص '' بھی کہا جاتا ہے۔

وضاحت: ضاحک انسان کیلئے خاصہ ہے کیونکہ یہ انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) سے خارج ہے اور یہ (یعنی ضحک) صرف اور صرف انسان ہی کے افراد میں پایا جاتا ہے۔

۲۔**عرض عام:** "هُوَ كُلِّيٌّ خَارِجٌ عَنْ حَقِيْقَةِ الأَفْرَادِ مَقُوْلٌ عَلىٰ أَفْرَادٍ وَاقِعَةٍ تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ وَعَلىٰ غَيْرِهَا" یعنی عرض عام وہ کلی ہے جو افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایسے افراد پر بولی جائے جو ایک حقیقت کے تحت واقع ہوں اور ایسے افراد پر بھی بولی جائے جن کی حقیقت مختلف ہو۔ جیسے : ماشی انسان کے افراد کیلئے بھی بولا جاتا ہے اور غنم، فرس کے افراد کیلئے بھی بولا جاتا ہے (نصاب المنطق ص۵۶-۳۹)

سوال (۲۱) : ترتیب کے اعتبار سے جنس کی اقسام بتائیں؟

جواب: **ترتیب کے اعتبار سے جنس کی تقسیم**

اس اعتبار سے جنس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔**جنس عالی:**

"هُوَ مَا لَايَكُوْنُ فَوْقَه، جِنْسٌ وَيَكُوْنُ تَحْتَه، جِنْسٌ" یعنی وہ جنس جس کے اوپر تو کوئی جنس نہ ہو لیکن اس کے نیچے جنس پائی جائے۔ جیسے : جوہر۔

فائدہ: جنس عالی کو جنس الاجناس بھی کہتے ہیں۔

۲۔ **جنس سافل**: "وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ تَحْتَه، جِنْسٌ وَيَكُوْنُ فَوْقَه، جِنْسٌ" یعنی وہ جنس جس کے نیچے تو کوئی جنس نہ پائی جائے جبکہ اس کے اوپر جنس پائی جائے۔ جیسے : حیوان۔

فائدہ: جنسِ سافل کے تحت نوع پائی جاتی ہے جنس نہیں جیسے : حیوان کے تحت انسان۔

۳۔ **جنس متوسط**: "وَهُوَ مَا يَكُوْنُ تَحْتَه، وَفَوْقَه، جِنْسٌ" یعنی وہ جنس جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی۔ جیسے : جسم نامی۔

۴۔ **جنس مفرد**: "هُوَ مَا لَا يَكُوْنُ تَحْتَه، جِنْسٌ وَلَا فَوْقَه، أَيْضًا" یعنی وہ جنس جس کے اوپر نیچے کوئی جنس نہ ہو جیسے : عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس نہ مانا جائے۔ (نصاب المنطق ص ۴۷)

سوال(2۲) : نوع اضافی کی تعریف لکھیئے؟

جواب: **نوع اضافی**:

"هُوَ مَا هِيَةٌ يُقَالُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا الْجِنْسُ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ" یعنی نوعِ اضافی ایسی ماہیت ہے اگر اس کو کسی دوسری ماہیت سے ملا کر ماھُوَ کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس آئے جیسے : حیوان۔

وضاحت: حیوان نوعِ اضافی ہے کیونکہ اگر اس کو کسی دوسری ماہیت سے ملا کر ماھو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں جنس آئے گا۔ جیسے : اَلْحَيَوَانُ وَالشَّجَرُ مَاهُمَا تو اس کا جواب '' جسم نامی '' آئے گا جو کہ جنس ہے۔
(نصاب المنطق ص۵۱)

سوال(۲۳) : ترتیب کے اعتبار سے نوع کی اقسام بتائیں؟

جواب: اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ نوع عالی ۲۔ نوع سافل ۳۔ نوع متوسط ۴۔ نوع مفرد

۱۔**نوع عالی**: "هُوَ مَايَكُوْنُ تَحْتَه، نَوْعٌ وَلَا يَكُوْنُ فَوْقَه، نَوْعٌ" یعنی وہ نوع جس کے نیچے تو نوع پائی جائے لیکن اس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو۔ جیسے: جسم مطلق۔

۲۔**نوع سافل**: "هُوَ مَا لَا يَكُوْنُ تَحْتَه، نَوْعٌ وَيَكُوْنُ فَوْقَه، نَوْعٌ" یعنی وہ نوع جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو لیکن اس کے اوپر نوع ہو۔

فائدہ: نوعِ سافل کو نوعُ الانواع بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ نوع تمام انواع سے اخص ہے۔ جیسے: انسان۔

۳۔**نوع متوسط**: "هُوَ مَايَكُوْنُ تَحْتَه، نَوْعٌ وَفَوْقَه، نَوْعٌ" یعنی وہ نوع جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی۔ جیسے: جسم نامی۔

۴۔**نوع مفرد**: "هُوَ مَا لَا يَكُوْنُ تَحْتَه، نَوْعٌ وَلَا فَوْقَه،" یعنی وہ نوع جس کے اوپر نیچے کوئی نوع موجود نہ ہو۔ جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس مانا جائے۔ (نصاب المنطق ص ۵۰)

سوال(۲۴): اجناس عالیہ تحریر فرمائیں؟

جواب: اجناس عالیہ ۱۰ ہیں اور عالم میں کوئی چیز ان سے خارج نہیں، انہیں مقولات بھی کہتے ہیں، وہ یہ ہیں:
جوہر، کم، کیف، اضافت، این، ملک، فعل، انفعال، متی، وضع (مرقاۃ ص ۲۴)

سوال(۲۵) : فصل کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: **قرب وبعد کے اعتبار سے فصل کی تقسیم**

اس اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔**فصل قریب**:"هُوَ الْمُمَيِّزُ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ" وہ فصل ہے جو ماہیت کو جنس قریب کے مشارکات سے جدا کردے جیسے : ناطق انسان کیلئے۔

وضاحت: ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے کیونکہ حیوان جو کہ انسان کیلئے جنس قریب ہے،اس میں جو چیزیں انسان کے ساتھ حیوان ہونے میں شریک ہیں (جیسے : فرس، حمار وغیرہ) ناطق نے انسان کو ان سب سے جدا کردیا۔

فصل بعید: " هُوَ الْمُمَيِّزُ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْبَعِيْدِ" وہ فصل ہے جو کسی ماہیت کو جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے۔ جیسے : حَسَّاس انسان کیلئے

وضاحت: حساس انسان کیلئے فصل بعید ہے کیونکہ جسم نامی (جو کہ انسان کیلئے جنس بعید ہے) میں جو چیزیں انسان کے ساتھ شریک تھیں (جیسے : درخت وغیرہ) حساس نے انسان کو ان سب سے جدا کردیا۔

نسبت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم

اس اعتبار سے بھی فصل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔**مُقَوِّم**: فصل کی نسبت نوع کی طرف ہو تو اسے مقوم کہتے ہیں۔

وضاحت: فصل نوع کی حقیقت میں داخل ہوتی ہے اس لئے فصل کو نوع کے اعتبار سے مقوم کہتے ہیں کیونکہ

مقوم کا معنی ہے کسی شی کی حقیقت میں داخل ہونے والا جیسے : ناطق یہ انسان کی حقیقت میں داخل ہے لھذاانسان کے لئے مقوم ہے۔

۲۔**مُقَسِّمْ**: فصل کی نسبت جنس کی طرف ہوتواسے مقسم کہتے ہیں۔

وضاحت: فصل جنس کی تقسیم کرتی ہے اس لئے فصل کو جنس کے اعتبار سے مقسِّم کہتے ہیں کیونکہ مقسم کا معنی ہے تقسیم کرنے والا جیسے : ناطق حیوان کیلئے مقسِّم ہے کیونکہ یہ حیوان کی تقسیم کر رہا ہے۔ (نصاب المنطق ص ۵۲)

سوال(۲۶) : مقوم و مقسم کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب:

مقوم کا حکم: ہر وہ فصل جو نوع عالی کیلئے مقوم ہو گی وہ نوع سافل کیلئے ضرور مقوم ہو گی جیسے : قَابِلٌ لِلأَبْعَادِ الثَّلٰثَةِ (طول، عرض، عمق کو قبول کرنے والا) ہونا جسم مطلق کیلئے مقوم ہے اسی طرح یہ جسم نامی ،حیوان اورانسان کیلئے بھی مقوم ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو فصل نوع سافل کیلئے مقوم ہو گی وہ نوع عالی کیلئے بھی مقوم ہو گی جیسے : ناطق انسان کیلئے تو مقوم ہے لیکن یہ انسان سے اوپر والی کلیات (حیوان، جسم نامی وغیرہ) کیلئے مقوم نہیں۔

مقسم کا حکم: ہر وہ فصل جو جنس سافل کیلئے مقسم ہو گی وہ جنس عالی کیلئے بھی مقسم ہو گی جیسے : ناطق جس طرح یہ حیوان کیلئے مقسم ہے کہ اس نے حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق۔ اسی طرح یہ جسم نامی اور جسم مطلق کیلئے بھی مقسم ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو فصل جنس عالی کیلئے مقسم ہو وہ جنس سافل کیلئے مقسم ہو جیسے : حساس یہ جسم نامی کیلئے تو مقسم ہے کہ اس نے جسم نامی کو حساس اور غیر حساس میں تقسیم کر دیا لیکن یہ حیوان کیلئے مقسم نہیں۔ کیونکہ حیوان سارے حساس ہیں۔ (نصاب المنطق ص ۵۴)

سوال(۲۷) : ذاتیات و عرضیاں سے کیا مراد ہیں؟

جواب: کلیات خمسہ میں سے پہلی تین کلی یعنی جنس، نوع اور فصل کو ذاتیات کہتے ہیں اور بقیہ دو یعنی عرض عام اور خاصہ کو عرضیات کہتے ہیں۔ (مرقاۃ ص۲۸)

سوال(۲۸): عرض لازم و مفارق کی تعریفات تحریر فرمائیں؟

جواب: **معروض سے جدا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی عرضی کی تقسیم**

اپنے معروض سے جدا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی عرضی یعنی خاصہ اور عرض عام کی دو قسمیں ہیں:
۱۔ عرض لازم ۲۔ عرض مفارق

۱۔**عرض لازم**: وہ کلی عرضی ہے جسکا اپنے معروض سے جدا ہونا **ممتنع** ہو۔ جیسے: زوجیت (یعنی جفت ہونا) چار کے عدد کیلئے۔

وضاحت: اس مثال میں ''اربعۃ'' معروض اور ''جفت ہونا'' اس کا لازم ہے اور اس کا اپنے معروض یا ملزوم سے جدا ہونا محال ہے۔

۲۔**عرض مفارق**: وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا **ممکن** ہو۔ جیسے: حرکت آسمان کے لئے عرضِ مفارق ہے کیونکہ حرکت آسمان سے جدا ہو سکتی ہے۔ (نصاب المنطق ص۵۹)

سوال(۲۹): عرض لازم و عرض مفارق کی اقسام بتائیں؟
جواب: ۱۔ وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے لئے لازم ہو کہ جیسے ہی ملزوم کا تصور کریں تو لازم کا تصور بھی اس کے ساتھ آجائے۔ جیسے: بصر، اعمی کیلئے۔

۲۔ وہ ہے کہ لازم اور ملزوم اور ان کے مابین نسبت کے تصور کرتے ہی لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔ جیسے: زوجیت اربعہ کیلئے۔

وضاحت: یعنی لازم وملزوم کے درمیان اتنا گہرا تعلق تو نہ ہو کہ جب ملزوم کا تصور کیا جائے تو لازم کا تصور بھی ذہن میں آجائے تاھم اتنا تعلق ضرور ہو کہ جب لازم وملزوم دونوں کا اور ان دونوں کے درمیان جو نسبت ہے اس کا تصور کیا جائے تو ان کے درمیان لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔ (مرقاۃ ص ۲۹)

عرض مفارق کی اقسام

۱۔**قابل زوال:** وہ عرض ہے جو معروض سے جدا ہو جاتا ہو۔ جیسے: غصہ کی سرخی۔

وضاحت: ''چہرہ'' معروض اور ''غصہ کی سرخی'' عرض ہے۔ جو انسان کے "Normal" ہوتے ہی چلی جاتی ہے۔

۲۔**ناقابل زوال:** وہ عرض ہے جو معروض سے جدا نہ ہوتا ہو۔ جیسے: حرکت شمس۔

وضاحت: ''فلک'' معروض اور ''حرکت'' عرض ہے۔ جو آسمان سے جدا نہیں ہوتی۔

قابل زوال کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔**سریع الزوال:** وہ عرض ہے جو اپنے معروض سے جلدی جدا ہو جاتا ہو جیسے: غصہ کی سرخی۔

۲۔**بطیئی الزوال:** وہ عرض ہے جو اپنے معروض سے جلدی جدا نہ ہو۔ جیسے: جوانی کہ یہ انسان سے جلدی

جدا نہیں ہوتی۔ (مرقاۃ ص ۲۹، نصاب المنطق ص ۶۲ + ۶۴)

سوال (۳۰) : معرف کی تعریف واقسام بیان فرمائیں؟

جواب : **معرِف کی تعریف**: "مُعَرِّفُ الشَّیْءِ مَا یُحْمَلُ عَلَیْہِ لِاِفَادَۃِ تَصَوُّرِہٖ" یعنی کسی شئے کا معرف وہ مفہوم ہوتا ہے جو اس شے پر محمول ہو، تاکہ اس شئے کے تصور کا فائدہ دے۔ مثلا حیوانِ ناطق، انسان کے لئے۔

وضاحت: اس مثال میں انسان ''معرَف یا شے'' اور حیوانِ ناطق ''معرِف'' ہے۔ اس معرِف یعنی حیوان ناطق کو انسان پر اس لئے محمول کیا گیا تاکہ انسان کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

معرِف کی اقسام:

معرف کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ حدِّتام ۲۔ حد ناقص ۳۔ رسمِ تام ۴۔ رسم ناقص

۱۔ **حدتام**: "فَالتَّعْرِیْفُ اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْقَرِیْبِ وَالْفَصْلِ الْقَرِیْبِ یُسَمّٰی حَدًّا تَامًّا" اگر تعریف جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے ہو تو اسے حد تام کہتے ہیں۔ جیسے حیوانِ ناطق، انسان کیلئے حد تام ہے کیونکہ حیوان انسان کیلئے جنس قریب اور ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے۔

۲۔ **حدناقص**: "اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْبَعِیْدِ وَالْفَصْلِ الْقَرِیْبِ أَوْبِہٖ وَحْدَہٗ یُسَمّٰی حَدًّا نَاقِصًا" اگر تعریف جنسِ بعید اور فصلِ قریب سے ہو یا صرف فصلِ قریب سے ہو تو اسے حدِّ ناقص کہتے ہیں۔ جیسے: جسمِ ناطق

یا صرف ناطق کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا حدِّ ناقص ہے کیونکہ جسم انسان کیلئے جنسِ بعید اور ناطق انسان کیلئے فصلِ قریب ہے۔

۳۔**رسم تام:** "اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْقَرِیْبِ وَالْخَاصَّةِ یُسَمّٰی رَسْمًا تَامًّا" اگر تعریف جنسِ قریب اور خاصہ سے ہو تو اسے رسمِ تام کہتے ہیں۔ جیسے حیوانِ ضاحک کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا انسان کیلئے رسمِ تام ہے کیونکہ حیوان انسان کیلئے جنسِ قریب اور ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

۴۔**رسم ناقص:** "اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْبَعِیْدِ وَالْخَاصَّةِ أَوْبِالْخَاصَّةِ وَحْدَهَا یُسَمّٰی رَسْمًا نَاقِصًا"۔ اگر تعریف جنسِ بعید اور خاصہ سے ہو یا صرف خاصہ سے ہو تو اسے رسمِ ناقص کہتے ہیں جیسے: جسمِ ضاحک یا صرف ضاحک کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا رسمِ ناقص ہے کیونکہ جسم انسان کیلئے جنسِ بعید اور ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔ (نصاب المنطق ص٦٦)

سوال(۳۰): قضیہ کی تعریف اور اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: قضیہ: قضیہ کی تعریف دو طرح سے کی جاتی ہے۔

۱۔" هُوَ قَوْلٌ یَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ" قضیہ ایک ایسا قول ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے۔

۲۔" هُوَ قَوْلٌ یُقَالُ لِقَائِلِهٖ اِنَّه، صَادِقٌ فِیْهِ أَوْ کَاذِبٌ" قضیہ ایک ایسا قول ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے زَیْدٌ جَالِسٌ۔

قضیہ کی اقسام:

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔قضیہ حملیہ ۲۔ قضیہ شرطیہ

۱۔ **قضیہ حملیہ:** قضیہ حملیہ کی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے :

۱۔ "هِيَ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِثُبُوْتِ شَيٍ لِشَيٍ أَوْ نَفْيِهٖ عَنْهُ" قضیہ حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شے کا ثبوت دوسری شے کیلئے یا ایک شے کی نفی دوسری شی سے کی جاتی ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ زید کھڑا ہے اور زَيْدٌ لَيْسَ بِقَائِمٍ زید کھڑا نہیں ہے۔

۲۔ "هِيَ مَا يَنْحَلُّ اِلىٰ مُفْرَدَيْنِ أَوْ اِلىٰ مُفْرَدٍ وَقَضْيَةٍ" یعنی وہ قضیہ جو دو مفردوں یا ایک مفرد اور قضیہ کی طرف کھلے (تقسیم ہو) جیسے اَلْحِمَارُ حَيَوَانٌ، زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ: قضیہ شرطیہ کی بھی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے۔

۱۔ "هِيَ لَمْ يَكُنِ الْحُكْمُ فِيْهَا بِثُبُوْتِ شَيٍ لِشَيٍ أَوْنَفْيِهٖ عَنْهُ" وہ قضیہ جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے ثابت کرنے یا ایک چیز سے دوسری چیز کی نفی کرنے کا حکم نہ پایا جائے۔

۲۔ "هُوَ مَا يَنْحَلُّ اِلىٰ قَضِيَّتَيْنِ" وہ قضیہ جو دو قضیوں کی طرف کھلے (تقسیم) ہو۔ جیسے اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ اگر سورج موجود ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ یہ قضیہ دو قضیوں كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً اور أَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ کی طرف تقسیم ہو رہا ہے۔ (نصاب المنطق ص ۷۳)

سوال (۳۱) : قضیہ شرطیہ و حملیہ کے اجزاء کون کون سے ہیں؟

جواب : **قضیہ حملیہ کے اجزاء:**

قضیہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں: ۱۔ موضوع ۲۔ محمول ۳۔ رابطہ

موضوع: محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں۔

محمول: محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں۔

رابطہ: وہ لفظ جو نسبت پر دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کے اجزاء:

اس کے تین اجزاء ہیں۔

۱۔ مُقَدَّمْ ۲۔ تَالِیْ ۳۔ رابطہ

مقدم: قضیہ شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم کہتے ہیں۔

تالی: قضیہ شرطیہ کے دوسرے جز کو تالی کہتے ہیں۔

رابطہ: مقدم اور تالی کے درمیان جو حکم ہوتا ہے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اس مثال میں کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً مقدم اور اَلنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ تالی ہے اور ان دونوں کے درمیان جو حکم ہے وہ رابطہ ہے۔ (نصاب المنطق ص۷۵)

سوال(۳۲): قضیہ محصورہ کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب: قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں۔
۱۔ موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ

۱۔ **موجبہ کلیہ:** وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے تمام افراد کیلئے ثابت ہو۔ جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ۔

۲۔ **موجبہ جزئیہ:** وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے بعض افراد کیلئے ثابت ہو۔ جیسے: بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ۔

۳۔ **سالبہ کلیہ:** وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کے حکم کی، موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کی گئی ہو۔ جیسے: لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحِمَارٍ۔

۴۔ **سالبہ جزئیہ:** وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کے حکم کی، موضوع کے بعض افراد سے نفی کی گئی ہو۔
جیسے: بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِحِمَارٍ۔ (نصاب المنطق ص ۸۳)

سوال (۳۳): سور کی تعریف کے ساتھ محسورات اربعہ تحریر کریں؟
جواب:
سُوْر کا بیان: وہ لفظ جس کے ذریعے افراد کی مقدار یعنی کلیت وجزئیت کو بیان کیا جائے اس کو سور کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: یہ سور البلد (شہر کی فصیل) سے ماخوذ ہے، جس طرح شہر کی فصیل شہر کو احاطہ میں لئے ہوتی ہے اسی طرح یہ لفظ بھی موضوع کے افراد کو احاطہ میں لئے ہوئے ہوتا ہے۔

محصورات اربعہ کے سور:

☆۔۔۔۔۔۔ موجبہ کلیہ کا سور ''کل'' اور ''لام استغراق'' ہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔

☆۔۔۔۔۔۔ موجبہ جزئیہ کا سور ''بعض'' اور ''واحد'' ہے بَعْضُ الْحَیَوَان اِنْسَانٌ۔ وَاحِدٌ مِنَ الْجِسْمِ جمَادٌ۔

☆۔۔۔۔۔۔ سالبہ کلیہ کا سور ''لا شی'' ''لا واحد'' اور ''نکرہ کا نفی کے تحت آنا ہے''۔ مثلا لَاشَیٔ مِنَ الاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔ وَلاَ وَاحِدَ مِنَ النَّارِ بِبَارِدٍ۔ مَا مِنْ مَاءٍ اِلاَّ وَہُوَ رَطبٌ۔

☆۔۔۔۔۔۔ سالبہ جزئیہ کا سور ''لیس بعض'' ''بعض لیس'' ہے۔ جیسے لَیْسَ بَعْضُ الْحَیَوَان بِحِمَارٍ۔ بَعْضُ الْفَوَاکِہِ لَیْسَ بِحُلُوٍّ۔ (نصاب المنطق ص ۸۴)

سوال (۳۴): حمل کی تعریف واقسام بیان فرمائیں؟

جواب: حمل کا بیان

تعریف: دو ایسی چیزیں جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہوں ان کو وجود کے اعتبار سے ایک کر دینے کا نام حمل ہے ۔ جیسے زَیدٌ کَاتِبٌ میں زید کا مفہوم اور ہے اور کاتب کا مفہوم اور، مگر ان کو وجود کے اعتبار سے ایک کر دیا گیا ہے یعنی جو زید ہے وہی کاتب ہے اور جو کاتب ہے وہی زید ہے۔

حمل کی اقسام: حمل کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ حمل بِالْاِشْتِقَاق ٢۔ حمل بِالْمُوَاطَاۃ

ا۔ حمل بالاشتقاق:

وہ حمل جو ''فی''، ''ذو'' یا ''لام'' کے واسطے سے ہو جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ، اَلْمَالُ لِزَیْدٍ، خَالِدٌ ذُوْمَالٍ اسے حمل بالاشتقاق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں ان حروف کے ذریعے حمل ہوتا ہے وہاں کوئی مشتق محذوف ہوتا ہے۔

٢۔ حمل بالمواطاۃ:

وہ حمل جو بلاواسطہ ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ۔ (نصاب المنطق ص٧٨)

سوال(٣٥): جہت مزکور ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم کیجیے؟

جواب: جہت سے مراد ایسا لفظ ہے جو مادہ قضیہ پر دلالت کرے۔ جیسے: ضرورت، دوام، اطلاق اور امکان وغیرہ۔

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: ا۔ مُوَجَّہَہ ٢۔ مُطْلَقَہ

ا۔ **موجہہ**: موجہہ وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں جہت (ضرورت، دوام، امکان وغیرہ) صراحتاذکر کردی جائے۔ اس قضیہ کو رباعیہ بھی کہتے ہیں۔ مثلا: اَلانسانُ حیوانٌ بالضرورۃ۔

٢۔ **مُطْلَقَہ**: وہ قضیہ حملیہ جس میں جہت صراحتاذکر نہ کی جائے۔ مثلا: اَلانسانُ حیوانٌ۔

موجہ کی اقسام:

قضیہ حملیہ موجہ کی دو قسمیں ہیں : ۱۔بَسِیطہ ۲۔مُرَکَّبَہ

۱۔**بَسِیْطَہ:** وہ قضیہ موجہ جس میں حکم صرف ایجاب (یعنی اثبات) کا ہو یا صرف سلب کا۔مثلا: اَلانسانُ حیوانٌ بالضرورۃِ۔ یا اَلانسانُ لیس بحیوان بالضرورۃِ۔

۲۔**مُرَکَّبَہ:** وہ قضیہ موجہ جس میں ایجاب وسلب دونوں کا حکم ہو۔مثلا: بالضرورۃِ کلُّ کاتبٍ متحرکُ الاصابعِ ما دام کاتبالا دائما۔ (نصاب المنطق ص۸۸)

سوال(۳۶) : تناقض کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: **تناقض**: دو قضیوں کا ایجاب وسلب ہونے میں اس طرح مختلف ہونا کہ ہر ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اس بات کا تقاضا کرے کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا ضرور جھوٹا ہے اور اگر پہلا جھوٹا ہے تو دوسرا ضرور سچا۔ جیسے زید سونے والا ہے۔ زید سونے والا نہیں۔ (نصاب المنطق ص۱۰۴)

نورالایضاح

سوال(۰۱) : نور الایضاح کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب : نور الایضاح کے مصنف کا نام علامہ حسن بن عمار بن علی مصری علیہ الرحمہ ہیں۔

سوال(۰۲) : وہ کون سے پانی ہیں جن سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہیں نیز پانی کی اقسام بھی بیان فرمائیں؟

جواب : وہ پانی جس سے پاکی حاصل کی جاتی ہے وہ سات ہیں :آسمان کا پانی، دریا کا پانی، نہر کا پانی، کنوئیں کا پانی، برف سے پگھلا ہوا پانی، اولے کا پانی، چشمے کا پانی۔

پانی کی اقسام پانچ ہیں :

۱۔ **طاہر مطہر غیر مکروہ** : یہ ماء مطلق ہیں

۲۔ **طاہر مطہر مکروہ** : وہ ایسا قلیل پانی ہے جس سے بلی یا بلی جیسے جانور نے پی لیا ہو۔

۳۔ **طاہر غیر مطہر** : ہو مستعمل پانی ہیں/ایسا پانی جسے رفع حدث یا قربت کے لیے استعمال کر لیا ہو۔

۴۔ **ماء نجس** : وہ ٹھہرا ہوا، قلیل پانی جس میں نجاست گر گئ ہو۔

۵۔ **ماء مشکوک** : ایسا پانی جس کی طہوریت میں شک ہو جیسے وہ پانی جس سے گدھے یا خچر نے پی لیا ہو

(نورالایضاح ص ۲۶)

سوال(۰۳) : کوئیں سے کب بیس اور کب چالیس ڈول پانی نکالا جائگا؟

جواب: اگر کوئیں میں چوہا یا اس جیسا جانور گر کر مر ججائے تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور اگر مر گی

، بلی یا اس اس جیسا جانور گر کر مر جائے تو چالیس ڈول نکالنا لازم ہیں۔ (نورالایضاح ص۳۷)

سوال(۰۴) : مرا ہوا جانور اگر کوے میں یا ماء قلیل میں گر جائے تو اس پانی کے ناپاک ہونے جا حکم کب سے لگایا جائیگا ، نور الایضاح کے مطابق جواب دیں؟

جواب: گر ماء قلیل میں مرا ہوا جانور پایا گیا تو اس پانی کے ناپاک ہونے کا حکم ایک دن ایک رات پہلے سے لگایا جائیگا اور اگر مر کر پھٹ ، پھول گیا تو اس تین دن رات سے اس ہانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائیگا۔ (نورالایضاح ص۳۹)

سوال(۰۵) : استنجاء کرنا (پاکی حاصل کرنا) کب فرض اور کب سنت ہے؟

جواب: سبیلین سے اگر اتنی نجاست نکلے کہ مخرج سے متجاوز نہ ہو تو استنجاء (پاکی حاصل کرنا) کرنا سنت اور اگر مخرج سے تجاوز کر جائے اور ایک درہم کی مقدار کو پہنچ جائے تو استنجاء کرنا واجب اور اگر ایک درہم سے زائد ہو جائے تو استنجاء کرنا فرض ہیں۔ (نورالایضاح ص۴۰)

سوال(۰٦) : وہ کون سی اشیاء ہیں جن سے استنجاء کرنا مکروہ ہیں ؟

جواب: ہڈی ، آدمی یا چوپائے کے کھانے ، پکی اینٹ ، ٹھیکری ، کوئلے ، کانچ گٹی ، اور قابل قدر چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (نورالایضاح ص۴۳)

سوال(۰۷) : وضو کی ۸ سنتیں بتائیں؟

جواب: وضو کی ۸ سنتیں : ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا ، شروع میں تسمیہ پڑھنا ، مسواک کرنا ،

مسواک نہ ہونے پر انگلی دانتوں پر پھیرنا ، تین چلوں سے تین بار کلی کرنا ، تین چلوں سے تین بار ناک صاف کرنا ، داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا کانو کا مسح کرنا۔ (نورالایضاح ص۵۱)

سوال(۰۸) : وضو کرنا کب فرض ، کب سنت اور کب مستحب ہیں ؟

جواب: مس قرآن اور نماز کے لیے محدث پر وضو کرنا فرض ہے ، خانہ کعبہ کے طواف کے لیے وضو واجب ، نیز طہارت کے ساتھ سونے والا جب جاگے ، وضو پر وضو اور غیبت، جھوٹ اور ہر گناہ کے بعد وغیرہ صورتوں میں وضو مستحب ہے۔ (نورالایضاح ص۵۹)

سوال(۰۹) : غسل کرنا کب سنت ہیں اور کب مستحب؟

جواب : نماز جمعہ ، عیدین ، احرام اور عرفہ کے دن بعد زوال حاجی کے لیے غسل کرنا سنت ہے ، جنون جانے کے بعد ، لیلۃالقدر ، شب براءت ، نماز کسوف ،نماز استسقاء ، طواف زیارۃ وغیرہ کے بعد مستحب ہیں۔ (نورالایضاح ص۷۵)

سوال(۱۰) : تیمّم کی ۸ شرائط کون کون سی ہیں ؟

جواب: تیمّم کی شرائط : نیت ، تیمّم کا واضح عذر ہونا ، تیمّم کا جنس زمین سے ہونا ، مسح پورے محل پر ہونا ، تمام ہاتھ یا اسکے اکثر سے مسح کرنا ، دو ضرب ہاتھ کے باطن سے ہونا ، منافی تیمّم (حیض و نفاس یا حدس) کا منقطع ہونا ، ایسی چیذ جو مسح سے مانع ہو اس کا زائل ہونا جیسے موم ، چربی۔

(نورالایضاح ص۷۱)

سوال(۱۱) : مسح علی الخفین کے جواز کے شرائط لکھی؟

جواب: اسکی ٦ شرائط ہیں :

۱۔موزوں کو دونوں پیروں دھلنے کے بعد پہنا ہوا اگرچہ پورا وضو کرنے سے پہلے

۲۔دونوں موزوں نے ٹخنے کو چھپایا ہوا ہو

۳۔دونوں کو پہن کر چلنا ممکن ہو

۴۔پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو

۵۔بغیر باندھے ہوئے وہ پیروں پر رکا ہوا ہو

۶۔پانی کو اندر پہنچنے سے مانع ہو

۷۔پیر کے اگلے حصے کا ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر صحیح و سلامت ہونا۔ (نورالایضاح ص۸۷)

سوال(۱۲): حیض اور نفاس کی اقل اور اکثر مدت کیا ہیں ؟

جواب: حیض کی اقل مدت تین دن رات اور اکثر مدت دس دن اور نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور اقل مدت کچھ نہیں ہیں۔ (نورالایضاح ص۹۲)

سوال(۱۳): نجاست کی اقسام مع احکام تحریر کریں؟

جواب: نجاست کی دو اقسام ہیں

نجاست غلیظہ:اسکا حکم یہ ہے کہ اگر یہ ایک درہم سے زائد کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اسکا پاک کرنا فرض ہوگا۔

نجاست خفیفہ: اسکا حکم یہ ہے کہ اگر بدن یا کپڑے کے چوتھائی سے زیادہ لگ جائے تو اسکا پاک کرنا فرض ہے اور اس سے کم ہے تو معاف ہے۔ (نورالایضاح ص۹۹)

سوال(۱۴) : پانچوں نمازوں کے اوقات لکھیں؟

جواب: **وقت فجر**: صبح صادق سے طلوع آفتاب تک

وقت ظہر: زوال شمش سے یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے

وقت عصر: سایہ کے دو مثل ہونے سے غروب شمش تک

وقت مغرب: غروب آفتاب سے شفق کے غائب ہونے تک

وقت عشاء: یہاں سے طلوع صبح صادق تک۔ (نور الایضاح ص۱۰۹)

سوال(۱۵) : وہ اوقات لکھیں جن میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

جواب: ان اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے

۱۔بعد طلوع فجر طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت نماز سنت کے

۲۔عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک

۳۔خطیب کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے

۴۔اقامت کہی جانے کے وقت مگر فجر کی سنت

۵۔نماز عید سے پہلے اگرچہ گھر میں

۶۔مزدلفہ و عرفات میں دونوں نمازوں کے جمع کرنے کے درمیان

۷۔جبکہ فرض نماز کا وقت تنگ ہو

۸-بول و براز کے مدافعت کے وقت

۹- کھانا حاضر ہونے کہ وقت جبکہ دل اسکی طرف مائل ہو

۱۰-اور ہر وہ چیز جو دل کو مشغول کر دے اور اس وجہ سے خشوع میں فرق ہو۔ (نور الایضاح ص۱۵)

سوال(۱۶) : آٹھ واجبات نماز لکھیے ؟

جواب: سورہ فاتحہ پڑھنا ، فرض کی دو رکعت میں کوئی سورت یا تین آیت یا ایک آیت جو تین کے برابر ہو اسے ملانا ، سورہ فاتحہ کا پہلے ہونا ، سجدے میں ناک کا زمین پر لگنا ، تشہد پڑھنا ، لفظ سلام کا ہونا ، تکبیرات عیدین ، تکبیر قنوت وغیرہ۔ (نور الایضاح ص۱۳۸)

سوال(۱۷) : نماز کی ۸ سنتیں تحریر کریں؟

جواب: تکبیر میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا، ثناء ، تعوذ، تسمیہ پڑھنا،آمین کہنا، چار انگلیوں کے برابر دونوں پیروں میں فاصلہ ہونا، تسبیحات رکوع کا تین بار ہونا، گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا،پیٹھ سیدھی بچھانا وغیرہ

(نور الایضاح ص۱۴۲)

سوال(۱۸) : نماز کے ۴ مستحبات تحریر کریں؟.

جواب: حالت قیام میں نظر کا سجدہ گاہ میں ہونا، رکوع میں قدموں کی طرف ، سجدہ میں ناک کی طرف ، جتنا ہو سکے کھانسی کو دفع کرنا، جماہی کے وقت منھ کو بند کرنا، حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا، وغیرہ۔ (نور الایضاح ص۱۴۹)

سوال(۱۹) : امامت کے شرائط تحریر کریں؟

جواب: امامت کے شرائط چھ ہیں :

اسلام، بالغ ہونا، عاقل ہونا، مرد ہونا، قرائت کا درست ہونا، معذور شرعی نہ ہونا۔ (نور الایضاح ص۱۵۵)

سوال(۲۰) : اقتدا کی شرائط تحریر کریں؟

جواب: اسکی ۱۴ شرائط ہیں :

اقتدا کی نیت ہونا، مقتدی کا تحریمہ امام کے تحریمہ کے ساتھ ملا ہوا ہونا یا بعد میں ہونا، امام کی ایڑی کا مقتدی کی ایڑی سے آگے ہونا، امام کی حالت مقتدی کی حالت سے کمتر نہ ہو، امام و مقتدی کی نماز ایک ہی ہو، امام مسافر کا وقت گزر جانے کے بعد چار رکعت والی نماز میں مقیم نہ ہو، اور نہ مسبوق ہو، امام و مقتدی کے درمیان عورتوں کی صف نہ ہو، نہ انکے درمیان ایسی نہر ہو جس میں کشتی گزر جائے نہ ایسا راستہ ہو جس سے گاڑی گزر جائے، نہ ایسی دیوار ہو جس سے امام کے رکن میں اشتباہ ہو، امام سوار اور مقتدی پیدل یا اسکا الٹ نہ ہو، اور نہ یہ کہ امام ایک کشتی میں اور مقتدی دوسری کشتی میں اور اس سے ملی ہوئی بھی نہ ہو، اور یہ کہ مقتدی اپنے امام کی حالت سے کوئی ایسی چیز نہ جانتا ہو جو اسکے اعتقاد میں مفسد ہو خون نکلنا۔ (نور الایضاح ص۱۵۷)

سوال(۲۱) : جماعت کا احق کون ہیں ؟

جواب: سب سے پہلے امامت کا مستحق سب سے زیادہ علم والا پھر سب زیادہ قاری ہو، پھر وہ شخص جو زیادہ خوبصورت ہو، پھر وہ جو باعتبار نسب زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز اچھی ہو، پھر وہ جس کا کپڑا زیادہ صاف ہو۔۔ (نور الایضاح ص۱۶۲)

سوال(۲۲) : کوئی سے ۸ مفسدات تحریر فرمائیں؟

جواب: کلام کرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، عمل کثیر سے، سینے کا قبلہ سے پھیرنا، جواب کی نیت سے کوئی آیت پڑھنا، تیمّم والے کا پانی کو دیکھنا، یا پوری مدت گزر جانا۔ (نور الایضاح ص۱۷۲)

سوال(۲۳) : کوئی سے ۸ مکروہات نماز لکھیے؟

جواب: کسی واجب یا سنت کو قصداترک کرنا، کپڑے سے کھیلنا، کنکریوں کو پلٹنا، انگلیاں چٹکانا، کسی کی طرف منھ سے متوجہ ہو جانا، سجدہ میں کلائیوں کو بچھالینا، کپڑا سمیٹنا، اور کپڑا لٹکانا۔ (نورالایضاح ص۱۷۸)

سوال(۲۴) : نماز تراویح کا کیا حکم ہیں اور اس کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: نماز تراویح سنت مؤکد علی الکفایہ ہیں، اور اسکا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہیں۔

(نورالایضاح ص۲۱۵)

سوال(۲۵) : شرعی مسافر ہونے کے لیے کتنی مسافت ہونا ضروری ہے نیز نماز مسافر کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر کی مسافت تین دین کی راہ ہے یعنی ۹۲ کلومیٹر ہے، اسکا حکم یہ ہے کہ چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرے یعنی دو رکعت پڑھے۔ (نورالایضاح ص۲۱۹)

سوال(۲۶) : سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے نیز اسکا طریقہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب: سجدہ سہو سھوا کوئی واجب چھوٹ جائے تو واجب ہو جاتا ہے سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تشہد پڑھکر ایک سلام پھیرے پھر تشہد وغیرہ پڑھکر سلام پھیر دے۔

(نورالایضاح ص۲۵۱)

سوال(۲۷) : مجلس بدلنے کے تین صورتیں لکھیں؟

جواب: مجلس سے منتقل ہو جانے سے، ایک ڈال سے دوسری پر جانے سے، نہر میں تیرنے سے، یا کسی بڑے حوض میں تیرنے سے۔ (نورالایضاح ص۲۵۷)

سوال(۲۸) : جمعہ کے وجوب کی شرائط تحریر کریں؟

جواب: اسکی سات شرائط ہیں : مرد ہونا، آزاد ہونا، مقیم ہونا، ظالم سے امن میں ہونا، اکھیارا ہونا، پیروکا سلامت ہونا، تندرست ہونا۔ (نور الایضاح ص۲۶۲)

سوال(۲۹) : نماز جنازہ کے ارکان و شرائط کیا کیا ہے؟

جواب: نماز جنازہ کے دو ارکان ہیں : تکبیرات اور قیام اور ۶ شرائط ہیں : میت کا مسلمان ہونا، اسکا پاک ہونا، میت کا حاضر و سامنے ہونا، میت کا زمین پر ہونا، نمازی کا سوار نہ ہونا۔ (نور الایضاح ص۲۹۳)

سوال(۳۰) : صوم کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: صوم کا معنی ہے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے رکنا۔

(نور الایضاح ص۳۱۵)

مراح الارواح

سوال(۰۱) : صاحب مراح الارواح کا نام بتائیں؟

جواب: صاحب مراح الارواح کا نام شیخ احمد بن علی مسعود علیہ الرحمہ ہیں۔

سوال(۰۲) : صرف ام العلوم اور نحو کو اب العلوم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: علم صرف کو ام العلوم اس لیے کہتے ہے کیونکہ جس طرح ماں سبب ہوتی ہیں ولادت کا اسی طرح علم صرف سبب ہوتا ہے کلمات کی ولادت کا یا پیدا ہونے کا، اور نحو کو ابو العلوم اسلیے کہتے ہے کیونکہ جس طرح باپ اولاد کی اصلاح کا سبب ہوتا ہے اسی طرح علم نحو الفاظ کی اصلاح کا سبب ہوتا ہیں۔ (مراح الارواح ص ۳ حاشیہ)

سوال(۰۳) : صرفی حضرات اوزان کی معرفت کے لیے کن ابواب کی طرف محتاج ہیں؟

جواب: سات ابواب کی طرف محتاج ہوتے ہیں : صحیح، مضاعف، مہموز، مثال، اجوف، ناقص اور لفیف۔

(شفیق المصباح ص ۸)

سوال(۰۴) : مصدر سے کیا کیا چیزیں بنتی ہیں نیز اسکو مصدر کہنے کی وجہ بتائیں؟

جواب: مصدر سے ۹ چیزیں نکلتی ہیں : ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم مکان، اسم زمان، اسم آلہ۔

(شفیق المصباح ص ۱۲)

سوال(۰۵) : وزن کے لیے فا، ع اور لام ہی کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: وزن کے لیے فاء ، عین اور لام کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ بعض حروف کا مخرج ہونٹ ہے اور بعض کا وسط اور بعض کا حلق پس فاء حروف شفویہ میں سے لے لیا گیا اور عین حروف حلقیہ میں سے اور لام حروف وسطیہ میں سے تا کہ وزن میں تینوں مخرج کے حروف جمع ہو جائیں۔ (شفیق المصباح ص ۱۲)

سوال(۰۶) : فعل یا مصدر کے اصل ہونے میں بصریین اور کوفیین کے درمیان کیا اختلاف ہے؟

جواب: بصریوں کے نزدیک مشتق ہونے میں مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع ہے۔اس لیے کہ مصدر کا معنی ایک ہوتا ہے اور فعل کا معنی، معنی حدوثی اور زمانہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے متعدد ہو تا ہے۔اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے اور جو پہلے ہو وہی تو اصل ہوتا ہے۔فعل کے مفہوم تین ہوتے ہیں (۱) حدوث معنی (۴) زمانہ (۳) نسبت فاعلی۔ جبکہ مصدر کا مفہوم ایک ہوتا ہے اور وہ حدث ہے۔ اور مصدر اس لیے بھی اصل ہو گا کہ مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے بے نیاز ہوتا ہے، جب کہ فعل اپنے وجود میں مصدر کا محتاج ہوتا ہے۔اور مصدر کو مصدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے مذکورہ کئ اشیاء صادر ہوتی ہیں اور انہیں میں سے فعل بھی ہے۔

اور کوفیین کے نزدیک فعل اصل ہیں مصدر فرع ،اس لیے کہ مصدر کی تعلیل کا دارو مدار فعل کی تعلیل پر وجود و عدماموقوف ہوتا ہے۔ وجودا سے مراد یہ ہے کہ اگر فعل میں تعلیل ہوئی ہے تو لا محالہ مصدر میں بھی تعلیل ہوگی۔ جیسے یعد اور قام، ان دونوں فعلوں میں تعلیل ہوتی ہے تو ان کے مصدر عدۃ اور قیام میں بھی تعلیل ہوئی ہے۔ اور عدما سے مراد یہ ہے کہ اگر فعل میں تعلیل نہیں ہوئی ہے تو مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہو گی۔ جیسے یوٴجل اور قاوم ان دونوں فعلوں میں تعلیل نہیں ہوئی ہے تو ان کے مصدر وجل اور قوام میں بھی تعلیل نہیں ہوئی ہے۔مصدر کے ذریعہ فعل کی تاکید لائی جاتی ہے جیسے

ضربت ضربا جو ضربت ضربت کی منزل میں ہے، پس فعل مؤکد اور مصدر مؤکِد، اور مؤکد مؤکِد سے اصل ہوتا ہے، ثابت ہوا کہ فعل اصل ہے مصدر فرع۔

اور مصدر کہنے کی وجہ مصدور عن الفعل ہے، یعنی فعل سے صادر ہونے کی وجہ سے نہ کہ جس سے فعل صادر ہو، جیسے مشرب، مشروب کے معنی میں۔۔ (شفیق المصباح ص ۱۸)

سوال(۰۷) : اشتقاق کی تعریف لکھیں نیز اسکی اقسام بتائیں؟

جواب: دو متغائر لفظوں کے درمیان لفظ اور معنی میں جو مناسبت ہوتی ہے اسی مناسبت کو اشتقاق کہتے ہیں۔

اسکی تین اقسام ہیں :

(۱)**اشتقاق صغیر**:اگر دولفظوں کے در میان حروف اور ترتیب میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق صغیر ہے، جیسے الضرب سے ضرب۔

اشتقاقق کبیر:اگر دو لفظوں کے درمیان صرف لفظ یعنی حروف میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق کبیر ہیں جیسے الجذب سے جبذ۔

اشتقاق اکبر:اگر دو متغائر لفظوں کے در میان مخرج میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق اکبر ہے، جیسے النھق سے نعق۔ (مراح الارواح ص۱۱)

سوال(۰۸) : ثلاثی مصدر کے ۸ اوزان بتائیں؟

جواب: جواب ثلاثی مجرد کے اوزان :

فَعْلٌ، فِعْلٌ، فُعْلٌ، فَعْلَةٌ، فِعْلَةٌ، فُعْلَةٌ، فَعْلٰی، فِعْلٰی، فُعْلٰی، فَعَلٌ۔ (مراح الارواح ص۱۵)

سوال(۰۹): ثلاثی مجرد کے مصدر سے کون کون سے افعال بنتے ہیں نیز دوائم الابواب کون کون سے ہیں؟

جواب:

ثلاثی مجرد کے اوزان:

ضَرَبَ یَضْرِبُ، نَصَرَ یَنْصُرُ، عَلِمَ یعلَم اور انہیں دوائم الابواب کہتے ہیں کیونکہ ان میں ماضی اور مضارع کے اندر حرکات مختلف ہوتے ہے

فَتَحَ یَفْتَحُ، کَرُمَ یَکْرُمُ، حَسِبَ یَحْسِبُ۔ (مراح الارواح ص۲۰)

سوال(۱۰): ماضی مبنی کیوں ہیں نیز اسکو حرکت وہ بھی فتحہ ہی سے خاص کیوں کیا گیا؟

جواب: ماضی کا مبنی ہونا اس لیئے ہے کہ اس میں موجب اعراب نہیں پائے جاتے ہیں، اور موجب اعراب وہ ہے جن کی وجہ سے اعراب آتے ہیں، اور وہ تین ہیں۔(۱) فاعلیت (۲) مفعولیت (۳) اضافت۔اور یہ تینوں فعل ماضی میں نہیں پائے جاتے کیونکہ ماضی فعل ہے اور فعل میں یہ صفات نہیں ہوتیں۔اور اسکو حرکت پر مبنی کیا گیا نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم سے مشابہت ہونے کی وجہ سے، نیز فتحہ سے اس لیے خاص کیا گیا کیونکہ یہ سکون کا بھائی ہیں کیونکہ وہ الف کا جز ہیں۔۔

(مراح الارواح ص۲۷)

سوال(۱۱): فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے ؟

جواب: کیونکہ فعل مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتا ہے اور اس سے مشابہت کی تمام شرائط اسمیں موجود ہے یعنی حرکات وسکنات میں اسم فاعل کے ہم وزن ہونا، حال واستقبال کے درمیان شائع ہونا، لام، سین، سوف کے زریعے خاص ہونا، فاعل کو رفع ومفعول کو نصب دینا۔ (شفیق المصباح ص ۴۰)

سوال(۱۲): فعل امر کو سکون پر مبنی کیوں کیا گیا؟

جواب: کیونکہ فعل امر کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت تامہ نہیں پائی جاتی صرف لفظ میں ہوتی ہے
(شفیق المصباح ص ۴۱)

سوال(۱۳): ماضی کے آخر میں تثنیہ و جمع کی صورت میں الف اور واو اور نون کیوں بڑھایا جستا ہے؟

جواب: اسلیے تاکہ ھُمَا، ھُمُوْا، ھُنَّ پر دلالت کرے۔ (شفیق المصباح ص ۴۲)

سوال(۱۴): ضربوا میں لام کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا بخلاف رَمَوْا کے؟

جواب: یہ واو جمع کی وجہ سے دیا گیا کیونکہ واو اپنے ما قبل ضمہ چاہتا ہے، اور رموا میں میم واو کا ما قبل نہیں ہے

(مراح الارواح ص۲۹)

سوال(۱۵): ضَرَبُوْا میں الف کیوں بڑھایا گیا؟

جواب: تاکہ واو عطف و واو جمع میں فرق ہو جائے۔ (مراح الارواح ص۲۹)

سوال(۱۶): ضربت میں تا کو علامت مؤنث کیوں بنایا گیا؟

جواب: کیونکہ تا مخرج ثانی (وسط فم) سے ہے اور مؤنث بھی تخلیق میں ثانی ہے۔ (مراح الارواح ص۳۰)

سوال(۱۷): ضربتُ وضربن وغیرہ میں با کو ساکن کیوں کیا گیا بخلاف ضرَبَت کے؟

جواب: تاکہ ایک کلمہ میں پے در پے چار حرکات لازم نہ آئے اس میں جو ایک کلمہ کی طرح ہے۔
(مراح الارواح ص ۳۰)

سوال(۱۸) : ضربن میں تائے مؤنث کیوں حزف کیا گیا بخلاف جبلیات کے ؟
جواب: تاکہ دو علامات تانیث نہ جمع ہو جائے۔ (مراح الارواح ص ۳۲)

سوال(۱۹) : مخاطب و مخاطبہ میں تثنیہ کا صیغہ برابر کیوں ہے؟
جواب: کیونکہ یہ قلّت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں، اور اسلیے بھی کہ صیغوں میں ایجاز یا اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ (شفیق المصباح ص ۵۳)

سوال(۲۰) : ضربتما میں میم ہی کو کیوں بڑھایا گیا؟
جواب: کیونکہ اس میں انتما پوشیدہ ہے اور اس میں بھی میم ہے تو اسی مناسبت کی وجہ سے میم کو خاص کیا گیا ہے۔ (شفیق المصباح ص ۵۵)

سوال(۲۱) : ضربتم، ضربتما، ضربتن میں تا کو ضمہ کیوں دیا گیا؟
جواب: اس لیے کیونکہ 'تا' فاعل کی ضمیر ہے اور ضمہ تمام حرکات میں سب سے قوی ہوتا ہے اور فاعل بھی کلام میں سب سے قوی ہوتا ہے ، اسی مشابہت کی بنا پر۔ (شفیق المصباح ص ۵٦)

سوال(۲۲) : ضربتم کی اصل کیا تھی نیز ضربتموا کی واو کو کیوں حزف کیا گیا اور میم اسم کی منزل میں کیوں ہے؟

جواب: ضربتم کی اصل ضربتموا تھی اور اس میں واو اس لیے حزف کیا کیونکہ یہاں میم اسم کی منزل میں ہے اور اسم میں آخر واو ما قبل مضموم نہیں آتا سوائے ھو کے ، اور میم اسم کی منزل میں اس لیے ہے

کہ وہ اسم کا جزء ہے اور اس کے زریعے لفظ اسم بنتا ہے جیسے یخرج سے مخرج۔ (شفیق المصباح ص ۵۹)

سوال(۲۳) : ضربتن میں نون مشدد کیوں لایا گیا؟

جواب: ضربتن کی اصل ضربتمن ہے ، پس قریب المخرج ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل دیا پھر دونوں کا ادغام کر دیا۔ (شفیق المصباح ص ٦١)

سوال(۲۴) : ضَرَبْتُ میں تا کو کیوں بڑھایا گیااور ضربنا میں نا کو؟

جواب: ضَرَبْتُ میں تا کا اضافہ اس لیے کیا کیونکہ اس کے تحت انا ہے اور انا میں سے کوئی بھی حرف لیا جائے تو التباس ہوتا ہے تو اسکی اخوات میں بھی تا ہونے کی وجہ سے اسے اختیار کیا گیا۔

(مراح الارواح ص ۳۵)

سوال(۲۵) : ضمیر مجرور منفصل کیوں نہیں آتی ؟

جواب: کیونکہ مجرور منفصل میں حرف جار اسم مجرور سے مؤخر ہو جائے گااور یہ خلاف قاعدہ ہے۔

(شفیق المصباح ص ٦۴)

سوال(۲۵) : جمع مزکر کی ضمیر ھم ضمیر کیوں آئی قیاس کے مطابق توھوواہونا چاہیے تھا؟

جواب:اس لیے کہ دوواو کااجتماع ناجائز ہے کیونکہ واوا ثقل الحوف ہےاور ھوو میں واوپر ضمہ بھی ہے جوا ثقل الحرکات ہے تواس ثقل کی وجہ سے واو کو میم سے بدل دیا گیا۔

(شفیق المصباح ص٦٧)

سوال(۲۵) : ھو ضمیر کی واؤ کب حزف ہوتی ہیں ؟

جواب: جب یہ کسی اسم کے ساتھ مضاف الیہ بن کر واقع ہوئی ہو : غُلَامُہٗ، جب فعل متصل کا مفعول بہ واقع ہو رہی ہو : ضَرَبَہٗ، جب حرف جر کو مجرور واقع ہو : لَہٗ۔ (شفیق المصباح ص۷۰)

سوال(۲۵) : ضمیر مرفوع متصل کتنی جگہوں اور کون کون سے صیغوں میں ہوتی ہیں ؟

جواب: ضمیر مرفوع متصل پانچ جگہوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

(۱) واحد مذکر غائب کے صیغہ میں چاہے ماضی ہو یا مضارع ہو، امر ہو یا نہیں ہو، جیسے ضَرَبَ،یَضْرِبُ۔

(۲) واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں چاہے ماضی ہو یا مضارع ہو، امر ہو یا نہی ہو، جیسے ضَرَبْتُ، تَضْرِبُ لِتَضْرِبْ، لَاتَضْرِبْ۔

(۳) مضارع اور امر اور نہی کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں، جیسے تَضْرِبُ، اِضْرِبْ،لَاتَضْرِبْ۔

(۴) فعل مضارع کے واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں جیسے اَضْرِبُ نَضْرِبُ۔

(۵) صفت کے تمام صیغوں میں اب وہ صفت چاہے اسم فاعل ہو یا اسم مفعول ہو، جیسے ضَارِبٌ، مَضْرُوبٌ۔ (شفیق المصباح ص۷۵)

سوال(۲٦) : تَضْرِبِیْنَ میں علماء صرف کااختلاف تحریر کریں؟

جواب: تَضْرِبِیْنَ میں ضمیر مستتر ہے یا بارز اس میں علمائے صرف کا اختلاف ہے۔

(۱) اخفش نحوی کے نزدیک تضربین کا فاعل ضمیر مستتر ہے اور یاء علامت خطاب ہے۔ (۲) جب کہ سیبویہ نحوی اور عام صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیر بارز فاعل کے لئے ہےاور یہی قول معتبر ہے۔

(شفیق المصباح ص۷۵)

سوال(۲۷) : تَضۡرِبِيۡنَ میں ی کو کیوں بڑھایا گیا؟

جواب: چونکہ قرآن پاک میں واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز فاعل کے لئے یاء آتی ہے جیسے هٰذِیۤ اَمَةُ اللهِ، پس قرآن عظیم کی پیروی کرتے ہوئے یاء کا انتخاب کر لیا گیا۔ (شفیق المصباح ص۷۵)

سوال(۲۸) : ضمیر مرفوع کے علاوہ منصوب و مجور کی ضمیر پوشیدہ کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: ضمیر صرف مرفوع کی ہی مستتر ہوتی ہے، منصوب و مجرور کی نہیں ہوتی کیونکہ ضمیر مرفوع فعل کے جزء کی منزل میں ہے جبکہ ضمیر منصوب و مجرور فعل کے جزء میں سے نہیں۔بلکہ فضلہ میں سے ہے اور ضمیر مرفوع فعل کا فاعل بنتی ہے اور فاعل فعل کے لئے لازم ہو تا ہے۔

(شفیق المصباح ص۷۸)

سوال(۲۹) : واحد غائب و حاضر کے صیغوں میں ہی کیوں پوشیدہ ہوتی ہے, تثنیہ وغیرہ میں کیوں نہیں؟

جواب: ضمیر بارز لانا ثقیل ہے اور ضمیر مستتر لانا خفیف ہے، اور واحد کا صیغہ تثنیہ اور جمع سے پہلے آتا ہے لہزا وہ تخفیف کے زیادہ لائق ہوا، اس لیے اس میں ضمیر مستتر رکھا گیا بر خلاف تثنیہ و جمع کے۔

(شفیق المصباح ص۷۸)

سوال(۳۰) : کن کن صیغوں میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے؟

جواب: فعل امر کے صیغہ واحد مذکر حاضر ، فعل مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر و واحد و جمع متکلم میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے۔ (شفیق المصباح ص۸۱)

سوال(۳۱) : فعل مضارع کو فعل مستقبل کیوں کہتے ہیں نیز مضارع کو مضارع کہنے کی وجہ بھی بتائیں؟

جواب: اس کے معنی میں استقبال کا معنی پائے جانے کی وجہ سے اسے مستقبل کہتے ہیں، اور مضارع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے ایک ہی پستان سے دودھ پینے والے مضارع کہلاتے ہیں، گویا اس میں اشتراک کا معنی پایا جاتا ہے۔ (شفیق المصباح ص ۸۳)

سوال(۳۲) : فعل مضارع کن کن چیزوں میں اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے مضارع میں حروف اتین کیوں داخل کیے گیے اور شروع ہی میں کیوں؟

جواب: وہ چھ چیزیں ہیں : (۱)حروف کی تعداد میں (۲) حرکات و سکانات میں (۳) نکرہ کی صفت واقع ہونے میں (۴) لام ابتداء کے داخل ہونے میں (۵) جس طرح اسم جنس لام عہد سے خاص ہو جاتا ہے ایسے ہی فعل مضارع کبھی سین اور سوف سے خاص ہو جاتا ہے (۶) جس طرح لفظ عین مختلف معنی مثلا سونا، آنکھ چشمہ میں مشترک ہے اسی طرح فعل مضارع کبھی زمانہ حال اور مستقبل میں مشترک ہے۔ (شفیق المصباح ص ۸۳)

سوال(۳۳) : حروف اتین کیوں داخل کیے گئے اور اول ہی میں ہی کیوں؟

جواب: حروف اتین کو داخل کیا تاکہ وہ مستقبل بن جائیں ، شروع میں اس لیے داخل کیے گئے کیونکہ آخر میں داخل کرنے کی صورت میں ماضی سے ملتبس ہو جاتا ہے۔ (مراح الارواح ص ۵۰)

سوال(۳۴) : واحد متکلم میں ہمزہ کو اور مخاطب میں واو کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: اس لئے کہ ہمزہ کا مخرج اقصائے حلق ہے اور مخارج کی ابتداء اقصائے حلق سے ہی ہوتی ہے، جبکہ گفتگو کا آغاز بھی متکلم سے ہوتا ہے، لہٰذا واحد متکلم کے لئے یہی مناسب تھا اور مخاطب کے لیے واو کو خاص کیا گیا کیونکہ واؤ کا مخرج شفتین یعنی دونوں ہونٹھ ہیں اور شفتین پر مخارج کی انتہاء ہو جاتی ہے،

اور مخاطب وہ ہے جس پر گفتگو کی انتہاء ہو جاتی ہے، پس مناسبت کی بناء پر انتہاء کو انتہاء دیا گیا یعنی مخاطب کو واوٴ دیا گیا۔ (شفیق المصباح ص ۸۷)

سوال(۳۵) : 'یاء' کو غائب اور 'نون' کو متکلم کے لیے کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: اس لئے کہ یاء کا مخرج وسط دہن ہے اور غائب بھی مخاطب اور متکلم کے گفتگو کے وسط میں ہوتا ہے، پس مناسبت کی وجہ سے وسط کو وسط دیا گیا۔اور جمع متکلم میں نون کو خاص کیا گیا کیونکہ حروف علت میں سے کوئی حرف اس صیغہ کو وضع کرتے وقت باقی نہ رہا کہ یاء غائب کو، واو مخاطب کو، اور الف واحد متکلم کو پس اب اس حرف کا اضافہ کیا گیا جو حروف علت کے قریب ہے اور وہ نون ہے کہ یہ خیشوم کی ہوا سے نکلنے میں حروف علت کے قریب ہے۔ (شفیق المصباح ص۸۸-۸۹)

سوال(۳۶) : حروف اتین کو معروف میں فتحہ اور مجہول میں ضمہ سے کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: علامات مضارع کو معروف میں فتحہ دیا کیونکہ فتحہ اخف الحرکات میں سے ہے۔اور یہ کہ مجہول کے مقابلہ میں معروف کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے اور کثرت استعمال خفت کا تقاضا کرتا ہے اور مجہول میں ضمیہ اس لئے دیا گیا کہ ضمہ فتحہ کی فرع ہے اور مجہول بھی معروف کی فرع ہے، لہٰذا اصل کو اصل حرکت اور فرع کو فرع والی حرکت مناسبت کی بناء پر دی گئی ہے۔ (شفیق المصباح ص۹۰)

سوال(۳۷) : فعل مضارع میں فا کلمہ کو ہی کیوں ساکن کیا گیا؟

جواب: اگر فاء کلمہ کو حرکت دیتے تو چار کلمات کا پے در پے آنا لازم آتا جو کہ ناپسند ہے۔

(شفیق المصباح ص۹۶)

سوال(۳۸) : مخاطب حاضر و مؤنث غائب کا صیغہ ایک ہی کیوں ہے؟

جواب: اسلیے کیونکہ یہ دونوں صیغے فعل ماضی میں بھی شکلا ایک جیسے البتہ فعل ماضی میں واحد مؤنث غائب کی

تاء ساکن ہے اور فعل مضارع میں واحد مؤنث غائب کی تاء ساکن نہیں، ورنہ ابتداء بالسکون لازم آتا۔

(شفیق المصباح ص۹۷)

سوال(۳۹): تثنیہ و جمع غائب و حاضر میں نون اعرابی کیوں بڑھایا گیا؟

جواب: ان صیغوں میں آنے والا نون علامت رفع ہے، ورنہ توانکی حالت رفعی و نصبی وجری کی معرفت نہیں پاتی اس لیے اسکو داخل کیا گیا۔ (شفیق المصباح ص۹۹)

سوال(۴۰): امر کی تعریف لکھیں نیز یہ بتائیں کہ یہ مضارع سے کیوں بنا ہے؟

جواب: فعل امر ایسا فعل ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے مثلا اِضْرِبْ (تو مار) اور یہ مضارع سے اسلیے بنتا ہے کہ امر و فعل مضارع کے درمیان استقبال کے اعتبار سے مشابہت ہوتی ہے۔

(شفیق المصباح ص۱۰۳)

سوال(۴۱): فعل امر غائب میں لام کو کیوں بڑھایا گیا نیز لام ہی کو کیوں خاص کیا؟

جواب: اسلیے کہ اگر الف لاتے تو ابتداء بالسکون لازم آتا اور واو یا یاء لاتے تو بعض صورت میں دو حرف علت کا اجتماع لازم آتا یعنی دو حرف علت کا اجتماع لازم آتا یعنی امر غائب معروف وغیرہ میں کہ ایک علامت مضارع دوسرا علامت امر ہے پس دونوں حرف علت جمع ہونا ثقیل ہے۔ (شفیق المصباح ص۱۰۵)

سوال(۴۲): امر حاضر میں حروف استقبال کیوں حزف کیے گیے؟

جواب: اس لیے کیونکہ اگر علامت مضارع کو حزف نہ کرتے تو ان صیغوں کے شروع میں لام امر کا اضافہ کرنا واجب ہوتا تاکہ فعل امر فعل مضارع سے ملتبس نہ ہو، اور جب لام امر کا اضافہ کرتے تو بعض صورتوں میں امر حاضر امر غائب سے ملتبس ہو جاتا، تو مخاطب کے صیغوں سے علامت مضارع کو حزف کرنا اولی ہے اور یہ کہ کثرت استعمال خفت کا تقاضا کرتا ہے تو تخفیف کے لیے یہ کیا گیا۔ (شفیق المصباح ص۱۰۶)

سوال(۴۳): امر میں ہمزہ ہی کو کیوں خاص کیا گیا نیز اسے کبھی کسرہ کبھی ضمہ کیوں دیا جاتا ہے؟

جواب: کیونکہ ہمزہ ابتداء کرنے کے لحاظ سے قوی حرف ہے اور قوی حرف سے ابتداء کرنا اولی ہے، اور اسلیے بھی کہ یہ مبتداء مخارج سے ہے۔ اور کسرہ دیا کیونکہ جب شروع میں ہمزہ ساکنہ کی زیادتی کی گئی تو الساکن اذا حرك ،حرك بالکسر کے تحت آ گیا اور یہ کہ ہمزہ وصل میں اصل کسرہ ہے، نیز ضمہ دیا گیا کہ اگر نہ دیتے تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا جو کہ ثقل کا سبب ہے تو ضمہ دیکر ثقل سے بچا گیا۔ (شفیق المصباح ص ۱۰۸)

سوال(۴۴): باب افعال کے امر کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: اسلیے کہ وہ ہمزہ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے، کہ یہ امر کا ہمزہ نہیں بلکہ ماضی کا ہے جو مضارع کے صیغوں میں حزف کر دیا جاتا ہے۔ (شفیق المصباح ص ۱۱۰)

سوال(۴۵): امر غائب کے صیغے میں آخری لفظ کو جزم کیوں دیا گیا؟

جواب: اسلیے کہ لام امر معنی کو مستقبل میں لے جانے کی وجہ سے کلمہ شرط کے مشابہ ہے لہزا لام امر نے وہی عمل کیا جو کلمہ شرط کرتا ہے۔ (شفیق المصباح ص ۱۱۳)

سوال(۴۶): امر حاضر کے صیغے میں لام امر کیوں نہیں آتا؟

جواب: کوفیین حضرات امر کے ساتھ لام استعمال کرتے ہیں کیونکہ اضرب کی اصل لتضرب ہے، اور جمہور صرفیین کے یہاں بھی اصل یہیں تھی پھر کثرت استعمال کی وجہ سے لام امر کو حزف کیا گیا تو تضرب ہو گیا، اور امر و مضارع میں فرق کے لیے علامت مضارع کو حزف کرکے ہمزہ لایا گیا تو اضرب ہو گیا۔ (شفیق المصباح ص ۱۱۴)

سوال(۴۷): فعل امر مبنی اور مضارع معرب کیوں ہے؟

جواب: اسلیے کہ معرب کواسم فاعل کے ساتھ مشابہت تامہ حاصل ہے۔بخلاف امر کے، کہ علامت مضارع کے حزف ہونے سے مشابہت تامہ باقی نہیں رہتی۔ (شفیق المصباح ص۱۱۵)

سوال(۴۸): جمع مؤنث غائب و حاضر کے صیغے میں الف فاصل کیوں لاتے ہیں؟

جواب: جمع مؤنث غائب و حاضر کے صیغے میں الف فاصل اس لئے لاتے ہیں تا کہ تین نون جمع نہ ہو جائیں کیونکہ تین نون کا اتباع ثقل کا باعث ہے، پس نون جمع مؤنث غائب اور نون ثقیلہ کے در میان الف فاصل لا کر اس ثقل کو دور کرتے ہیں۔ (شفیق المصباح ص۱۱۹)

سوال(۴۹): اسم فاعل میں اضافہ کے لیے الف کااضافہ کیوں کیاگیااور الف ہی کی تخصیص کیوں کی گئ؟

جواب: اگراضافہ نہ کرتے تواسم فاعل فعل ماضی سے ملتبس ہو جاتااور الف کو خفت کی وجہ سے خاص کیاگیا۔

(شفیق المصباح ص۱۲۹)

سوال(۵۰): مضاعف کی تعریف کیا ہے نیز اس کو اصم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: مضاف وہ کلمہ ہے جس میں دو حروف اصلیہ ایک جنس کے ہوں، مضاعف کو اصم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اصم بہرے کو کہتے ہیں اور بہرے کو کوئی بات سنانے کے لئے شدت و جہر کی ضرورت پڑتی ہے، اور مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور ادغام کی بناء پر اس کے پڑھنے میں شدت اور قدرے جہر پایا جاتا ہے لہذا شدت و جبر کی بناء پر مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں۔ (شفیق المصباح ص۱۵۶)

سوال(۵۱): مثال کو مثال کیوں کہتے ہیں؟

جواب: چونکہ معتل الفاء کی ماضی صحیح کے ماضی کے مثل ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی ہیں اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔ (شفیق المصباح ص۲۱۱)

نوٹ:-کسی بھی طرح کی غلطی پائے تو اطلاع فرمائیں

واٹس اپ نمبر:+919001039327